إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا

چون سماع در بعضے احوال از مدرکات شرعیہ است لہٰذا از جامی بر وجہ چنانچہ بیت
ذیل مولوی روم در شرح شہادت ست تا آن حق و پیدا شد این رسالہ بہ انتفاع مسمّی شد

حق السماع

کہ واقف اسرار خفی و جلی جناب مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب از تصانیف کامل مسمّی
نمودہ و بہ کشش بمطبع اسلامی چھپ کے ہمراہ تحت ادارہ مولوی محمد عبد الاحد چھپا ماہ ... سنہ ...

در مطبع مجتبائی واقع دہلی مطبوع شد

کسی نے سماع کو جائز رکھا ہے اور اگر کسیکے نزدیک جائز ہے تو امام ابوحنیفہ رح جنکی
ہم لوگ تقلید کرتے ہین آیا اُنکے مذہب مین بھی جائز ہے اور اگر کسینے اُن سے بھی جواز نقل
کیا ہو تو وہ ناقل علماء مذہب حنفی سے ہے یا نہین پھر شق ثانی پر یہ نقل علماء حنفیہ کی نقل کے
معارض تو نہین اور در صورت تعارض کسکی نقل کو ترجیح و تقدیم ہے اور در صورت عدم
جواز بمذہب حنفی آیا حنفی کو دوسرے امام کے قول پر عمل کرنا چاہیے یا اپنے امام کے قول کو
لینا چاہیے اور اگر دوسرے امام کے قول کو لیکر سماع کو جائز کہا جاوے تو آیا وہ مطلق سماع
ہے یا مع آلات ہے اور اگر مع آلات ہے تو آیا کل آلات جائز ہین یا بعض اور جو کچھ بھی ہو
آیا اباحت اُسکی قیاسی ہے یا قول و فعل شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منصوص ہے اور نیز اُس
مین اُسکی اباحت کے لیے کچھ شرائط و موانع بھی ہین یا نہین اور ہمارے زمانہ کے مجالس سماع مین
آیا وہ شرائط مجتمع اور موانع مرتفع ہین یا نہین اور اگر کسی شخص یا کسی جماعت کے حق مین بوجہ اجتماع
شرائط و ارتفاع موانع اہلیت کا حکم کرکے مباح بھی قرار دیا جاوے لیکن احتمال ہو کہ اُسکے
سُننے سے دوسرے شخص کو جو اُسکا اہل نہین ضرر رہوگا تو اسصورت مین اُس اہل کو اجتناب لازم
ہے یا نہین اور اگر نہ اسکو ضرر رہو نہ اُسکی وجہ سے دوسرون کو تب بھی بوجہ تشبہ اہل بدعت کے
اُسکا ترک ضروری ہے یا نہین اور اگر یہین تشبہ کا بھی شبہہ نہ ہو تب بھی اختلاف علماء سے
بچنے کی نیت سے یکسوئی اولی ہے یا نہین یہ ذیل مقصد چھوٹی چھوٹی ذیل فصلون مین لکھکر خاتمہ پر
کتاب کو ختم کردینگے والی اللہ تعالے الالتجاء ومنہ الابتداء والیہ الانتہاء **فصل اول** اسکی تحقیق
کہ ائمہ مجتہدین مین سے آیا سماع کو کسی نے جائز کہا ہے امام غزالی رح نے احیاء العلوم مین فرمایا ہے کہ قاضی
ابوالطیب طبری رح نے امام شافعی و امام مالک و امام ابوحنیفہ و امام سفیان اور ایک جماعت علما
سے ایسے الفاظ نقل کیے ہین جس سے استدلال ہوتا ہے کہ ان سب حضرات کی رائے اسکے تحریم کی
ہے آہ اور عوارف المعارف مین ہے کہ امام شافعی رح سے منقول ہے کہ وہ ناپسند فرماتے تھے اور
فرماتے تھے کہ اسکو زندیقون نے وضع کیا ہے تاکہ قرآن مجید مین دل نہ لگنے دین اور امام مالک رح کے
نزدیک مسئلہ ہے کہ اگر کوئی شخص لونڈی خریدے اور وہ گانے والی نکلے تو اس عیب کیوجہ سے اُسکو
واپس کرسکتا ہے اور یہی مذہب ہے تمام اہل مدینہ کا اور اسیطرح مذہب ہے امام ابوحنیفہ رح کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل اللسان مترجما عن الغیوب والاذن قمعا للقلوب والصلوٰۃ
والسلام علی سیدنا محمد الذی ھو کشاف للکروب لیمن الجیوب وشافعا
لاھل الذنوب وعلی آلہ وصحبہ الاتقیاء والاصفیاء سبحین قبل طلوع الشمس
وقبل الغروب الذین لا یمسھم فترۃ ولا لغوب من اعلام الطاھر والکبار
فی الحروب وعلی اولیاء امتہ الذین بذلوا مھجھم فی لقاء المحبوب ورضاء
المشھود المحجوب اما بعد اس زمانہ مین دیکھا جاتا ہے کہ ہر چہار طرف قوالی کا زور ہے اور مجالس
سماع کا شور ہے نہ اسکے آداب پر نظر ہے نہ اسکے شرائط وموانع کی خبر ہے ہر عامی اجتہاد کا دم
بھر رہا ہے اور محققین سے حجتین کر رہا ہے کوئی بزرگان پیشین کے فعل کو سند لاتا ہے کوئی رسالے
اور اشتہار دکھاتا ہے اسیطرح طرف ثانی مین کسیکو اولیاء اللہ پر انکار ہے اور علی الاطلاق اس
عمل کی حرمت پر اصرار ہے کسیکو یہ تماشائے اختلاف دیکھکر حیرانی ہے اور نا حقیقت شناسی
پریشانی ہے اسلیے اس ہیچمدان نے حسبۃً للہ واظہارًا للحق چاہا کہ چند مختصر فصول اس مسئلے کے
متعلق لکھے اور اس فن کے مسلم الثبوت ائمہ کے ارشادات انہین پیش کرے تاکہ حق کا ایضاح
ہو اور اہل غلط اور اہل غلو کی اصلاح ہو وما علینا الا البلاغ المبین وان ربک ھو اعلم من یضل
عن سبیلہ وھو اعلم بالمھتدین تمہید جاننا چاہیے کہ اول تو انہین کلام ہے کہ آیا ائمہ اربعہ مین سے

مصنفین ان رسائل کے شافعی یا مالکی یا حنبلی یا اہل ظواہر سے ہین اور علماء حنفیہ کی نقل کا حال
فصل ثانی مین معلوم ہو چکا سو تعارض کے وقت حسب قاعدہ مسلمہ اہل البیت ادری بما فیہ علماء
غیر مذہب کی نقل مرفوع و ناکافی ہوگی جسطرح اگر حنفی دوسرے مذہب کا کوئی قول اس مذہب
کے علماء کے خلاف نقل کرے تو حنفی کا نقل کرنا حجت نہ ہوگا خود صاحب ہدایہ نے حلت متعہ کو
امام مالک رح کیطرف نسبت کیا چونکہ انکے علماء مذہب کی تصریح کے خلاف ہے اسلیے کسینے
بھی اعتبار نہین کیا

فصل رابع اسکی تحقیق مین کہ آیا حنفی کو مسئلہ سماع یا کسی دوسرے ایسے ہی مسئلہ مین اپنے
امام کے مذہب کے خلاف عمل کرنا بلا ضرورت جائز ہے یا نہین۔ کتب اصول فقہ مین وجوب
تقلید شخصی پر دلائل قایم ہو چکے ہین اور مقلدین کے نزدیک یہ مسئلہ مسلمات اور اجلے بدیہیات
سے ہے ایسے بلا اضطرار شدید دوسرے مذہب کا اختیار کرنا صریح شعبہ غیر مقلدی کا ہے مخصوص حظ
نفس کے لیے ایسے حیلے ڈھونڈھنا سخت ضعف دین کی دلیل ہے۔

فصل خامس اس تحقیق مین کہ اگر دوسرے ہی امام کا قول لے لیا جاوے تو آیا مطلق سماع
کی اجازت دی ہے یا مع آلات اور پھر کونسے آلات امام غزالی رح جو شافعی مذہب ہین
احیاء العلوم مین مزامیر اور اوتار جسمین ستار وغیرہ بھی داخل ہے اور طبل کو جو ڈھول کو بھی
شامل ہے ان سب کو حرام فرماتے ہین اور دف کی نسبت صاحب عوارف کہ وہ بھی شافعی
ہین فرماتے ہین کہ گو امام شافعی رح کے مذہب مین اسمین گنجایش ہے تاہم ترک کرنا بہتر ہے
اور احتیاط پر عمل کرنا اور اختلاف سے بچنا خوب ہے آہ اور رسالہ ابطال مین حرمت آلات کو
جمہور کا مذہب قرار دیا ہے اور بوارق مین مزمار کو حرام لکھا ہے اور مصنف ان دونون رسالون
کے حنبلی و شافعی ہین اور حنفیہ کا مذہب تو فصل ثانی مین معلوم ہو ہی چکا ہے۔

فصل سادس اسکے بیان مین کہ درصورت اباحت سماع آیا اسکی اباحت قیاسی ہے یا حضرت
شارع علیہ الصلوۃ والسلام کے قول و فعل سے ثابت ہے۔
اقوال سے ظاہرا ممانعت ہی معلوم ہوتی ہے چنانچہ ترمذی اور ابن ماجہ نے ابوامامہ رض سے
روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا گانے والی لونڈیون کے بیچنے اور خریدنے

اور اہل سنت انکار ہوں سننے سے آ **فصل ثانی** اسکی تحقیق میں کہ امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک گانے کا کیا حکم ہے در مختار میں ہے کہ اس شخص کی بھی گواہی مقبول نہیں جو مجمع میں گاتا ہو کیونکہ وہ شخص لوگوں کو گناہ کبیرہ پر جمع کرتا ہے قاضیخان میں ہے کہ اصل میں مذکور ہے کہ گانے والے کی گواہی مقبول نہیں جو کہ اسکا اعلان کرتا ہے اور لوگوں کو جمع کرتا ہے کیونکہ وہ شخص علی الاعلان معصیت کرتا ہے در مختار میں حضرت ابن مسعود رض کا قول نقل کیا ہے کہ آواز لہو اور گانے کی جماتی ہے نفاق کو قلب میں جسطرح پانی گھاس کو جماتا ہے رسالہ نصیحت میں مبسوط سے نقل کیا ہے کہ گانا ہی کا سننا اور گانا سب حرام ہے اور مجتبیٰ سے لکھا ہے کہ گانا اور تالیاں بجانا اور ان چیزوں کا سننا سب حرام ہے اور نہایہ سے لیا ہے کہ گانا اور تالیاں بجانا اور طنبور اور بربط اور دف اور دیگر ایسے مشابہ چیزیں حرام ہے اور رسالہ مذکورہ میں حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رح کا فتویٰ منقول ہے انہوں نے لکھا ہے کہ مفردات میں ہے جس شخص نے کہ مباح کیا غنا کو وہ فاسق ہوگا اختیار میں ہے تغنی یعنی گانا کبیرہ ہے عمادیہ میں ہے تغنی حرام ہے تاتارخانیہ میں امام حلوانی کا قول نہایت شد و مد سے نقل کیا ہے یہانتک منقول تھا رسالہ مذکورہ سے کفایہ حاشیہ ہدایہ میں مصنف سے نقل کیا ہو کہ [illegible] امام [illegible] زیادات میں کہا ہے کہ جب وصیت کرے کوئی شخص ایسے امر کی جو [illegible] ہمارے نزدیک اور اہل کتاب کے نزدیک اور ذکر کیا منجملہ ایسے امور کے گانے والوں اور نوحہ کرنے والیوں کے لیے وصیت کرنے کو اور ظہیر الدین مرغینانی رح سے منقول ہے کہ جو شخص ہمارے زمانہ کی قرأت پڑھنے والے کی قرأت سنکر کہے کہ خوب پڑھا وہ کافر ہوجاتا ہے اور مراد یہ کہ جو غنا سے قرآن پڑھے ہدایہ میں جہاں دعوت کے موقع پر غنا پائے جانے کا حال لکھا ہے مرقوم ہے کہ اس مسئلہ سے معلوم ہوا کہ کل ملاہی حرام ہیں حتے کہ لکڑی بجا کر گانا بھی اور اسیطرح امام کے اس ارشاد سے کہ میں مبتلا ہوا یہ معلوم ہوا کیونکہ ابتلا تو گناہ کی چیز میں ہوا کرتا ہے یہ سب کتابیں معتبر مذہب حنفی کی ہیں جو کہ خود مذہب امام ابوحنیفہ رح کے لیے وضع ہوئی ہیں ان کا اتفاق دلیل کافی ہے اس پر کہ امام صاحب کا مذہب اس بارہ میں تحریم ہے۔

فصل ثالث اسکی تحقیق میں کہ بعض کتب میں جو امام ابوحنیفہ رح سے جواز منقول ہے وہ حجت ہے یا نہیں۔ آجکل بعض رسائل شائع ہوتے ہیں جن میں امام صاحب کا مذہب بھی جواز کا نقل کیا ہے

روایت کیا ان دونوں نے اور بیہقی نے ... [illegible]
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ... [illegible]
کھیتی کو اور حسن ابن ... [illegible]
اپ کا نام ... [illegible] ... الیوان ... [illegible]
بیچا اللہ تعالے نے ... [illegible]
کہ ارشاد فرمایا ... [illegible]
کے اعلان ... [illegible]
صلے اللہ علیہ وسلم نے ... [illegible]
عرض کیا یا رسول اللہ ... [illegible]
... [illegible]
لیے معازف اور ... [illegible]
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالے نے ... [illegible]
مجھکو حکم دیا ہے کہ ... معازف کو اور ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے ... سے روایت
کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ... گانے والیوں پر اور ... [illegible]
کیا جاوے اور طبرانی اور خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
منع فرمایا غنا سے اور اسکے سننے سے ... کے بعد کی روایتیں رسالہ ... سے نقل کی گئیں ہیں
کہ بعض روایات ... اول تو ضعاف نہیں بہت سی صحاح بھی ہیں ...
الکثرۃ طرق بالاتفاق ... ضعف ... جن سے کلام کیا ... معلوم
ہوتی ہے رہا حضرت شارع علیہ السلام کا فعل سو ... [illegible]
اور قصہ غنا جاریتین فی یوم العید و ... کو اثبات ... کے لیے پیش کرتے
ہیں اور اہل ظاہر نظر سرسری میں اسکو جواز کی دلیل بھی مان لیتے ہیں مگر انصاف یہ ہے کہ ان روایات
میں غنا لغوی مذکور ہے اور اسمیں گفتگو نہیں جس غنا میں گفتگو ہو رہی ہے وہ صرف اسکا نام
نہیں کہ کوئی شعر ذرا آواز بنا کر پڑھ دیا بلکہ خاص نغمات و تحریک صوت برعایت قواعد موسیقی

ست اور ان کی کمائی اور محنت کمانے سے اور طبرانی نے بروایت عمر رض نقل کیا کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ گانے والی لونڈی کی قیمت حرام ہے اور اسکا گانا حرام ہے اور بیہقی نے
ابو ہریرہ رض سے مرفوعاً روایت کیا کہ گانے والی لونڈیوں کو نہ بیچو اور نہ خریدو اور نہ انکو
انکی تعلیم دو اور انکی تجارت میں خیر نہیں اور انکے دام حرام ہیں اور ابن ابی الدنیا اور طبرانی
اور ابن مردویہ نے ابو امامہ رض سے روایت کیا کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قسم
اس ذات پاک کی جسنے مجھکو دین حق دیکر بھیجا کہ نہیں بلند کیا کسی شخص نے اپنے آواز کو گانے
میں مگر بھیجا اسپر اللہ تعالے نے دو شیطانوں کو کہ سوار ہوتے ہیں وہ اسکے کندھوں پر
پھر اسکے سینے پر لاتیں مارتے ہیں جب تک کہ وہ خاموش نہ ہو جاوے اور ابن ابی الدنیا نے
ذم ملاہی میں اور بیہقی نے سنن میں ابن مسعود رض سے روایت کیا کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کہ گانا بڑھاتا ہے قلب میں نفاق کو جسطرح بڑھاتا ہے پانی ترکاری کو اور بہت احادیث اس
باب میں مروی ہیں جو مطلق سماع کے باب میں روایات نقل کی گئیں اور خصوص معازف و مزامیر
کے باب میں بھی بکثرت دلائل حرمت کے وارد ہیں امام بخاری رح نے روایت کیا کہ فرمایا حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے میری امت میں ایسے لوگ ہونے والے ہیں کہ زنا اور حریر اور شراب اور معازف کو
حلال سمجھینگے اور ترمذی نے یحیی بن سعید سے مرفوعاً روایت کیا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جب میری امت پندرہ کام کرنے لگیگی اسوقت انپر بلائیں نازل ہونگی منجملہ ان کے گانیوالی
لونڈیوں اور معازف کے تیار کرنے کو بھی شمار فرمایا اور بزار اور مقدسی اور ابن مردویہ اور
ابو نعیم اور بیہقی نے روایت کیا کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آوازیں ملعون ہیں
دنیا و آخرت میں ایک مزمار کی آواز گانے کے وقت دوسری چلانے کی آواز مصیبت
کے وقت و مثل اسکے بہت احادیث ہیں شروع فصل سے یہانتک یہ سب حدیثیں رسالہ
ابطال والسماع الاناث سے نقل کی گئیں اور تحفہ عباد میں قیس بن سعد بن عبادہ سے
مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیشک میرے رب نے حرام فرمایا مجھپر شراب و قمار
اور قنین یعنی طنبورہ اور ڈھولک اور ابن عباس رض سے مروی ہے کہ فرمایا انہون
نے دف حرام ہے اور معازف حرام ہے اور ڈھولک حرام ہے اور مزامیر حرام ہیں

ہیں پانچ شرطیں [illegible] اول [illegible] زمان و مکان و اخوان
کی حضرت [illegible] وان کو [illegible]
زمان و مکان و اخوان [illegible] وقت [illegible] کوئی [illegible] کام شرعی
یا طبعی نہ ہو جیسے کہ کھانا [illegible] کوئی ایسا شغل جس سے دل
بٹ جاوے [illegible] مکان [illegible] وہاں آمد و رفت کا رستہ نہ ہو
ایسا کوئی ہنگامہ نہ ہو جس سے دل بٹ جاوے اخوان [illegible] شرط کی وجہ
یہ ہے کہ جب [illegible] میں کوئی [illegible] آنا ناگوار او
گراں معلوم ہوتا ہے [illegible] دل [illegible] جب کوئی [illegible] آ جاتا ہے اسکی
آؤ بھگت [illegible] کی ضرورت ہوتی [illegible] شامل ہوتا ہے جو [illegible]
سے وجد [illegible] آپ ملاحظہ
فرمایئے [illegible] سماع ہو تو سنتا ہے [illegible]
تمام [illegible] ہو جاتا تو [illegible] ہوتی بات [illegible]
ہو جانے [illegible] تو کہہ اٹھے ہیں کہ میاں
حقیقی [illegible] سماع ہوتا ہے
جہاں کہ [illegible] عوام الناس [illegible] حق
ہیں [illegible] مجلس میں انکی نشست
و برخاست [illegible] ہیں بلکہ زیادہ تر سماع ان ہی
لوگوں [illegible] جو اہل حال [illegible] ہیں [illegible]
کرتے ہیں [illegible] یہ باقی ہے غرض شرط مذکورہ سے
ایک [illegible] شرط کی [illegible] امام صاحب فرماتے ہیں دوسرا سبب یہ
کہ حاضرین کی [illegible] ہوتا ہے شیخ کو چاہیئے کہ ان کے
روبرو سماع نہ [illegible] وہ تین قسم کے ہیں اول وہ شخص جو [illegible]
سے واقف نہیں ہے وہ صرف ظاہری اعمال کو جانتا ہے دوسرا وہ شخص جسکو بوجہ مناسبت باطن

نام ہے ان روایات مین اُسکا کہین نام و نشان بھی نہین ایسی حالتین روایات فعلی جواز سماع متنازع کے لیے کسطرح کافی ہوسکتی ہین ہمارے اس دعوے کی تایید کے لیے صاحب عوارف کا ارشاد کافی حجت ہے وہ فرماتے ہین کہ یہ جو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے شعر سنا یہ غنا کے مباح ہونے پر دلالت نہین کرتا کیونکہ شعر ایک کلام منظوم کا نام ہے اور اس کا مقابل نثر کہلاتا ہے اگر مضمون اچھا ہے تو شعر بھی اچھا ہے اگر وہ بُرا ہے تو یہ بھی بُرا ہے اور غنا تو خاص نغمات اور الحان سے ہوتا ہے اور اگر کوئی منصف انصاف سے کام لے اور غور کرے کہ اہل زمانہ کسطرح جمع ہوتے ہین اور گانے والا اپنا دف اور بانسلی والا بانسلی لیکر بیٹھتا ہو اور پھر دل مین سوچے کہ آیا اس ہیئت سے یہ جلسہ کبھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہوا ہی اور آیا ان حضرات نے کبھی قوال کو بلایا ہے اور اُسکے سننے کو جمع ہوکر بیٹھے ہین بالضرور انکار کر اوٹھے گا کہ ہرگز حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اور اصحاب صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت نہین ہوئی اور اگر اس عمل مین کوئی فضیلت مقصود ہوتی تو یہ حضرات اُسکو ہرگز نہ چھوڑتے۔ آہ۔ یہ تو احادیث صحیحہ سے استدلال کرنے کا ذکر تھا کہ گو حدیث ثابت ہے مگر استدلال صحیح نہین اور اس باب مین جو موضوع حدیثین پیش کیجاتی ہین جیسا قصہ تقسیم فرمانے چادر مبارک کا اُنکے تو جواب ہی کی حاجت نہین کیونکہ خود اُنکا ثبوت نہین چنانچہ تقسیم رداء کے قصہ کو صاحب عوارف نے تصریحاً موضوع کہا ہے پس ہرگاہ احادیث قولیہ سے ممانعت[عـــہ] ثابت اور احادیث فعلیہ سے جواز غیر ثابت ایک جواز کا منصوص کہنا جیسا ہمارے زمانہ کے مجوزین اسپر اصرار کرتے ہین کسطرح صحیح نہین پس اباحت جسکے نزدیک ہو قیاسی ہے ایسی حالت مین بعض لوگون کی یہ دلیری کہ منکرین جواز کو کافر کہتے ہین کسقدر بے احتیاطی کی بات ہے اگر کیسکو رسالہ بوارق الاسماع فی تکفیر من یحرم السماع یا اسکی مثل کسی تصنیف یا تحریر سے شبہہ پڑا ہو تو خوب سمجھ لینا چاہیے کہ انھون نے سماع کے معنے عام لیے ہین حتی کہ نظم سادہ و نثر کو بھی شامل ہے اور ظاہر ہے کہ اسمین کلام نہین جیسا اوپر ذکر ہوچکا۔

فصل سابع

اسکے بیان مین کہ درصورت اباحت اُسکے لیے کچھ شرائط وموانع ہین یا نہین اور ہمارے زمانہ مین آیا وہ شرائط پائے جاتے ہین یا موانع موجود ہین سو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم

[عـــہ] اور اگر ان احادیث مین کوئی شخص تاویل قریب یا بعید کرے تو غایۃ ما فی الباب حرمت کا ثبوت نہوگا یہ نہین کہ جواز ثابت ہوجائے وبہرحال جواب مسکوت عنہ رہیگا ۱۲

ہین پانچ شرطین اور پانچ مانع لکھے ہین شرطین یہ ہین اوّل رعایت زبان و مکان و اخوان کی حضرت جنید رح نے فرمایا کہ سماع تین چیز کا محتاج ہے اگر یہ چیزین نہ ہون تو مت سنو۔ زمان و مکان و اخوان۔ زمان سے مراد یہ ہے کہ ایسا وقت ہو کہ اُسمین کوئی ضروری کام شرعی یا طبعی نہ ہو جیسے کھانا کھانا کسی سے قضیہ و تکرار ہونا نماز پڑھنا یا اور کوئی ایسا شغل جس سے دل ہٹ جاوے مکان سے مراد یہ ہے کہ موقع سماع کا ایسا ہو کہ وہان آمد و رفت کا رستہ نہ ہو ایسا کوئی ہنگامہ نہ ہو جس سے دل ہٹ جاوے۔ اخوان سے مراد شرکاء مجلس اس شرط کی وجہ یہ ہے کہ جب مجلس مین کوئی ناجنس جو دولت باطن سے بے بہرہ ہو آجاتا ہے اُسکا آنا ناگوارا ور گران معلوم ہوتا ہے اور دل اُدھر لگجاتا ہے اسیطرح جب کوئی مغرور دنیادار آجاتا ہے اُسکی آؤبھگت اور دلجوئی کی ضرورت ہوتی ہے یا کوئی بناوٹ والا ریاکار صوفی شامل ہوجاتا ہے جو ریاکاری سے وجد کرتا ہے کپڑے پھاڑتا ہے ایسے لوگون کی شرکت سے لطف برباد ہوجاتا ہے۔ آپ ملاحظہ فرمایئے ہمارے زمانہ مین اس شرط کی کہانتک رعایت کیجاتی ہو اکثر نماز کے وقت سماع ہوتا رہتا ہے گاہ گاہ نماز بھی فوت ہوجاتی ہو اور جماعت کا فوت ہوجانا اور وقت کا تنگ ہوجانا تو معمولی بات ہو پھر نماز یا جماعت کے فوت ہوجانے کا قلق بھی نہین ہوتا یہانتک سماع سنن و فرائض کی کچھ زیادہ وقعت نہین سمجھی جاتی ہو بلکہ سُنیے تو کہہ اُٹھتے ہین کہ میان حقیقی عبادت تو یہی ہے اور نماز پڑھ لیجیے نعوذ باللہ منہ اکثر ایسے موقعون پر سماع ہوتا ہے جہان کسیطرح کی بھی روک ٹوک نہین ہوتی حتّےٰ کہ اکثر فواحش و بازاری و عوام الناس تماشا دیکھنے جمع ہوجاتے ہین تخلیہ کا کہین بھی اہتمام نہین ہوتا اکثر اُمرا و اہل ثروت حاضر رہتے ہین عین مجلس مین اُنکی نشست و برخاست مین امتیاز کا لحاظ کیا جاتا ہے ریاکار بھی کثرت سے شریک رہتے ہین بلکہ زیادہ حصہ ان ہی لوگون کا ہوتا ہے بعض مجالس مین اہل انکار بھی ہوتے ہین جو اہل حال پر ہنستے ہین اُنپر طعن و تعریض کرتے ہین حتّےٰ کہ بعض موقعون پر اُنسے تقریباً ایسی ردو قدح کی نوبت آتی ہے کہ مار پیٹ تک بھی ہوجاتی ہے غرض شرط مذکور کا ایک جزو بھی نہین پایا جاتا۔ آگے دوسری شرط کی نسبت امام صاحب فرماتے ہین دوسرا ادب یہ ہے حاضرین کی حالت پر غور کرے جن مریدون کو سماع سے ضرر ہوتا ہے شیخ کو چاہیے کہ اُن کے روبرو سماع نہ سنے جن لوگون کو سماع مضر ہوتا ہے وہ تین قسم کے ہین اوّل وہ شخص جو اعمال طریقت سے واقف نہین ہوا صرف ظاہری اعمال کو جانتا ہے دوسرا وہ شخص جسکو بوجہ مناسبت باطن

نام ہے ان روایات مین اُسکا کہین نام و نشان بھی نہین ایسی حالتین روایات فعلی جواز سماع منا
کے لیے کسطرح کافی ہوسکتی ہین ہمارے اس دعوے کی تایید کے لیے صاحب عوارف کا ارشاد کافی
حجت ہے وہ فرماتے ہین کہ یہ جو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے
شعر سُنا یہ غنا کے مباح ہونے پر دلالت نہین کرتا کیونکہ شعر ایک کلام منظوم کا نام ہے اور اس کا
مقابل نثر کہلاتا ہے اگر مضمون اچھا ہے تو شعر بھی اچھا ہے اگر وہ بُرا ہے تو یہ بھی بُرا ہے اور غنا
تو خاص نغمات اور الحان سے ہوتا ہے اور اگر کوئی منصف انصاف سے کام لے اور غور کرے
کہ اہل زمانہ کسطرح جمع ہوتے ہین اور گانے والا اپنا دف اور بانسلی والا بانسلی لیکر بیٹھتا ہو اور
پھر دل مین سوچے کہ آیا اس ہیئت سے یہ جلسہ کبھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہوا ہی
اور آیا اُن حضرات نے کبھی قوال کو بُلایا ہے اور اُسکے سُننے کو جمع ہوکر بیٹھے ہین بالضرور انکار کر
اوٹھے گا کہ ہرگز حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اور اصحاب صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت نہین ہوئی اور
اگر اس عمل مین کوئی فضیلتِ مقصودہ ہوتی تو یہ حضرات اُسکو ہرگز نہ چھوڑتے۔ آہ یہ تو احادیث
صحیحہ سے استدلال کرنے کا ذکر تھا کہ گو حدیث ثابت ہے مگر استدلال صحیح نہین اور اس باب مین
جو موضوع حدیثین پیش کیجاتی ہین جیسا قصہ تقسیم فرمانے چادر مبارک کا اُنکے تو جواب ہی کی حاجت
نہین کیونکہ خود اُنکا ثبوت نہین چنانچہ تقسیم ردا کے قصہ کو صاحب عوارف نے تصریحًا موضوع
کہا ہے پس ہرگاہ احادیث قولیہ سے ممانعت ثابت اور احادیث فعلیہ سے جواز غیر ثابت اب
جواز کا منصوص کہنا جیسا ہمارے زمانہ کے مجوزین اسپر اصرار کرتے ہین کسیطرح صحیح نہین پس
اباحت جسکے نزدیک ہو قیاسی ہے ایسی حالت مین بعض لوگون کی یہ دلیری کہ منکرین جواز کو کافر کہتے
ہین کسقدر بے احتیاطی کی بات ہے اگر کیسکو رسالہ بوارق الاسماع فی تکفیر من یحرم السماع یا اُسکی
مثل کسی تصنیف یا تحریر سے شبہہ پڑا ہو تو خوب سمجھ لینا چاہیے کہ اُنھون نے سماع کے معنے عام
لیے ہین حتی کہ نظم سادہ و نثر کو بھی شامل ہے اور ظاہر ہے کہ اُسمین کلام نہین جیسا اوپر زیب
ذکر ہو چکا۔

فصل سابع اسکے بیان مین کہ درصورت اباحت اُسکے لیے کچھ شرائط و موانع ہین یا نہین
اور ہمارے زمانہ مین آیا وہ شرائط پائے جاتے ہین یا موانع موجود ہین سو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم

عـــہ اور اگر ان احادیث مین کوئی شخص تاویل قریب یا بعید کرے تو غایۃ ما فی الباب حرمت کا ثبوت نہوگا یہ نہین کہ جواز ثابت ہو جاے بہرحال جواب مسکوت عنہ رہیگا ۱۲

ناقص العلم کے کان میں پہنچتا ہے [illegible]
گہے در کسوت [illegible] کیا حالت [illegible]
کہ نعوذ باللہ میان فقیر [illegible] ان کلون مین [illegible]
اسمین مبتلا ہین ایسے اشعار [illegible]
اصطلاحات معلوم ہون [illegible] کیا چیز ہے مختلف [illegible]
نزول کے کیا معنے [illegible] ان معانی اصطلاحیہ کا اعتقاد [illegible]
ہے یا نہین سو یہ دونون امر [illegible] علم کافی [illegible] دیکھا [illegible]
مین سے ایسا لقول ایسا [illegible]
[illegible]
کبھی [illegible]
امام صاحب فرماتے [illegible] دیکھیے
حاضرین مجلس کے چہرون [illegible] الٹی طرف التفات [illegible]
وہیان مین لگا [illegible] صاحب [illegible]
[illegible] پاکھلا [illegible]
اور پھر [illegible]
[illegible] اور [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ہے اسکے قلب مین کچھ [illegible] زمانہ کی حالت قابل [illegible]
کی کہانتک [illegible] بہت کم [illegible]
آوے گا تو [illegible] چونکہ [illegible] جوان

[illegible] سے ذوق تو ہے مگر ابھی آنکھیں خطا اور نفس باقی ہے جس کی قوت ابھی طرح
[illegible] نہیں ہوئی ایسے شخص کو سماع سے شہوت کا ہیجان ہوتا ہے پس ایسے شخص پر سماع کا ارادہ
[illegible] اور کھیل [illegible] ایسا شخص کہ اس کی شہوت بھی شکستہ ہو گئی ہو اور کسی
خوف [illegible] اور [illegible] اور اللہ تعالیٰ کی محبت بھی
اس کے قلب پر غالب ہو مگر [illegible] حاصل نہ ہوئی ہو اور اسماء و صفات
[illegible] جناب باری تعالیٰ میں کس امر کو
[illegible] ایسا شخص سماع شروع کرے گا تو سب مضامین
[illegible] باری کی اعمال کی طرف صحیح ہو یا غلط [illegible]
[illegible] ایسے شخص کو سماع
[illegible] آلودہ ہوا اور ایسے شخص کو بھی مناسب نہیں جو
[illegible] اور جو
[illegible] ہو جاوے الغرض
[illegible] تو آپ اپنے
[illegible] مضر ہو باطن کو تو
[illegible]
[illegible] قسم کے لوگ
[illegible] اگر آج میں کوئی شخص [illegible] ذوق و شوق والا ہو اگر علم
[illegible] اعتقاد
[illegible] ہر کہ مسائل نا معقولہ کو صحیح صحیح
سمجھے [illegible] اصطلاحات اور محاورات سے واقف نہیں ہے اشعار موہمہ کی تاویل کر سکے
اور شریعت و حقیقت میں تطبیق دے سکے غرض بے علمی سے خدا جانے کیا واہی تباہی بے
خیال نا معقول وہم کا سمجھ میں آیا سمجھ بیٹھا اور اس سے مزہ لینا شروع کیا خواہ وہ
خیال بدعت ہو یا کفر ہو ان کو اس سے کچھ بحث نہیں اپنے مزہ سے کام۔ آپ خیال فرمایئے کہ جب یہ شعر

احباب کی ہے اور موافقت فی القیام اسکی ایک ظاہری صورت ہے اور مراعات احباب میں سے نہ
اللہ نہ ہوتی ہو مثلاً جس طرح مقتدیوں کو حکم ہے موافقت امام کا اسی طرح مسبوق امام پر بھی لازم ہے
موافقت قوم کی یعنی نماز میں انکی راحت وسہولت کا لحاظ رکھے اسی طرح ہو یا جیسا کہ جس طرح اہل
مجلس کو صاحب حال کی موافقت چاہیئے اس شخص کو بھی قوم کی رعایت چاہیئے بعض لوگ حال
فرو ہونے کے بعد بھی اسقدر قیام طویل کرتے ہیں کہ تمام مجلس کو قیام میں ان قیامت کا انتظار ہو
جس کی مقدار ایک ہزار یا پچاس ہزار سال کی ہوگی والاختلاف اللہ تعالیٰ تمام اہل مجلس تنگ دل
ہو جاتے ہیں مگر ان کا ذر نہیں گویا فرض ہے شرط بھی رخصت ہو گئی تمام تک جو شروع آیا کا حال
معلوم ہوا کہ کیا کیا ہونا چاہیئے تھا اور کیا کیا ہو رہا ہے آپ موانع کا حال بیان فرماتے ہیں کہ جن سے سماع
ممنوع ہو جاتا ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ ہمارے زمانہ کی اکثر مجالس ان موانع سے
خالی ہوتی ہیں امام صاحب رحمہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص دریافت کرے کہ آیا سماع کسی حالت میں
بھی حرام ہو جاتا ہے تو ہم جواب دینگے کہ ہاں پانچ امر ایسے ہیں کہ ان میں سے ایک کے پیش آجانے سے سماع
حرام ہو جاتا ہے ایک امر شعر سنانے والے سے متعلق ہے ایک امر آلہ سماع کے متعلق ایک خود شعر منظوم
سے متعلق ہے اور ایک سننے والے اور اسکی عادت ذوالقوی کے متعلق اور ایک سننے والے کے عوام الناس
ہونے سے متعلق کیونکہ سماع کے ارکان یہی ہیں سنانے والا سننے والا آلہ سماع سو پہلا امر ان عوارض
و موانع سے یہ ہے کہ گانے والی عورت ہو جسپر نگاہ کرنا حرام ہے اور اسکی آواز سے خرابی پیدا ہونے کا
اندیشہ ہو اور اسی حکم میں ہے نوجوان لڑکا جس سے خرابی کا احتمال ہو اور یہ بالکل حرام ہے اسلیئے کہ اس میں
خرابی پیدا ہونے کا خوف ہے آہ حضرات آپ نے بزرگوں کے مزارات پر بہت دیکھا ہوگا کہ بازاری
عورتیں جن کو دلربائی اور دل فریبی میں خاص ملکہ ہے بیٹھا کر گاتی ہیں اور ہزاروں کے زہد اور تقوے
کو برباد کرتی ہیں اگر بعض جگہ اسکی احتیاط ہے تو خوبصورت خوش وضع لڑکے عمدہ لباس پہنکر بانگ بیٹھ جا کر
تماشائیوں کے نظارہ گاہ بن رہے ہیں یہ اس سے بڑھ کر بلا ہے اسکے بعد فرماتے ہیں کہ دوسرا امر جو آلہ سماع کے
متعلق ہے یہ ہے کہ وہ آلہ شرابیوں یا مخنثوں کا شعار ہو اور وہ تمام مزامیر ہیں اور جتنے اقسام تار
ہیں اور طبل جو ڈھول کا ہوتا ہے اپنے زمانہ میں دیکھ لیجیے اکثر مجالس میں یہی آلات ضرور ہوا کرتے
ہیں آگے فرماتے ہیں کہ تیسرا امر نظم کے متعلق وہ یہ کہ مثلاً اس شعر میں خط وخال و قد وقامت و

ہوتے ہیں لیکن جبکہ یہ ظاہر ہے کہ بازاری عورتیں جو گاتی ہیں اہل مجلس ان کو خوب گھورتے ہیں ایسی
حالت میں کشف و باطن کا تو کیا ہی کیا احتمال ہو [illegible] آنکھ اپنی شہوت بڑھتی
ہی ہے [illegible] بعض لوگوں [illegible] اور [illegible]
[illegible] ہیں بھلا ایسے [illegible] کے ساتھ ایمان کا سالم رہنا [illegible] اور اگر
کیسے دیکھنے [illegible] احتیاط [illegible] کی اور [illegible] آنکھیں بند [illegible] اور کوئی کیفیت
بھی ہوگئی اول تو ایسی [illegible] کے ساتھ [illegible] موافق نہ ہوگی اور اگر [illegible] قطع نظر
کیا [illegible] یہ ہے کہ اگر [illegible] ہو گئی تو انکو [illegible] کپڑے پھاڑ کر ڈالتے ہیں [illegible] لگتا
رہتے ہیں کہیں [illegible] پر گر پڑتے ہیں غرض تمام مجلس میں ایک طوفان برپا کر دیتے ہیں اگر کوئی
صاحب دل اتفاقاً پھنس گیا ان بیہودہ حرکتوں سے اسکا تمام لطف برباد ہو جاتا ہے غرض القصہ
[illegible] اہل مجلس کا پورا پورا حق ادا کرتے ہیں پھر کیفیت فرو ہونے کے بعد لوگوں کی [illegible]
صاحب حال [illegible] رہنے کے خیال سے بہت [illegible] جب [illegible] نشہ چڑھتا [illegible] رکھتے ہیں [illegible]
نعرے لگاتے رہتے ہیں غرض یہ شرط بھی [illegible] شرط [illegible] امام صاحب فرماتے
ہیں کہ [illegible] یہ ہے کہ [illegible]
ہوا [illegible] اہل [illegible] اگر [illegible] حالت و
کیفیت کو پوشیدہ رکھنا چاہیے [illegible]
اسقدر تحمل اختیار کرتے ہیں [illegible] حال [illegible]
ہیں پانچویں ادب [illegible] فرماتے ہیں کہ اگر کوئی صادق الحال [illegible] تو سب کو اسکی
موافقت کرنا چاہیے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ [illegible]
ہے اسکی تقریر [illegible] اس ادب کو [illegible]
میں اول تو ایک شرط بجا لانے سے کیا کام چلتا ہے جب تک [illegible] عمل نہ ہو اسکی تو ایسی مثال ہے کہ
کوئی شخص وضو میں صرف منہ دھوئے اور نہ ہاتھ دھوئے اور نہ مسح کرے نہ پاؤں دھووے اور یہ کہکر
کہ ایک جز تو میں نے پورا کر لیا نماز شروع کرے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ایسی نماز بالکل باطل ہوگی دوسرے
اگر منصفی فہمی سے کام لیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ اس شرط پر بھی عمل نہیں ہے کیونکہ مغز اس شرط کا مراعات

کی حالت ہم نے دکھلادی ہے اب جواز و ناجواز کا فیصلہ خود ناظرین کرلین ہمارے عرض کرنے
کی حاجت نہین اب کچھ متفرق جملے عوارف المعارف مصنفہ حضرت شیخ المشائخ مولانا شہاب الدین
سہروردی امام الطریقہ کے مضمون بالا کی تائید مین نقل کیے جاتے ہین ایک مقام پر فرماتے ہین
وجہ سماع کے منکر ہونے کی یہ ہے کہ بعض مرید دیکھے جاتے ہین کہ ابھی ابتداے ارادہ کی حالت
مین ہین اور ان کے نفس ابھی تک صدق مجاہدہ کے خوگر نہین ہوے اس سبب سے ان کو یہ بھی
نہین معلوم ہوا کہ صفات نفس کیا ہین اور احوال قلب کیا ہین اسلیے ان کے حرکات موافق قانون
علم طریقت کے منضبط نہین ہوتے اور اپنے نفع اور نقصان کی چیزون کو نہین پہچانتا اور سماع مین مشغول
ہو جاتے ہین آگے ارشاد ہے کہ کئی شرطین معلوم ہوتی ہین اول یہ کہ مجاہدہ کامل کرچکا ہو صفات
نفس اور حالات قلب مین تمیز رکھتا ہو ضروری احکام کا عالم ہو اور یہ وہ احوال اوصاف کے
بندی ہے جسکے لیے شغل سماع مفید ہے دوسرے مقام پر فرماتے ہین کہ ان مین بعض شخص
کھڑا ہو جاتا ہے نہ سمجھتا ہے نہ جانتا ہے کہ کیون کھڑا ہوا [illegible] اصلی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جب نغمات
موزون سنتا ہے اسکا اثر کان سے طبیعت تک پہنچتا ہے ادھر طبیعت موزون [illegible] ادھر آواز
نغمہ موزون اسوقت ایک حالت طبعی پیدا ہوتی ہے اور [illegible] کا [illegible]
قلب پر پڑتا ہے اور یہ نشاط طبعی قلب کو ابھارتا ہے شخص کھڑا ہوکر رقص موزون کرنے لگتا ہے
اور اسمین تمتع نفسانی کی آمیزش ہوتی ہے اور یہ اہل حقیقت کے نزدیک بالکل حرام ہے اور [illegible]
شخص اسکو قلبی سرور سمجھتا ہے حالانکہ قلبی سرور کا منہ دیکھنا بھی اسکو نصیب نہین ہوا [illegible]
مانا کہ قلبی سرور بھی ہو مگر اس قلب پر نفس کا رنگ ملا ہوا ہے جسمین ہوا و ہوس کا میلان [illegible] پایا گیا
سامان موجود ہے اسکو یہ بھی خبر نہین کہ حرکات مین نیک نیتی کیا ہوتی ہے نہ اسکو [illegible] کی
شرطون کی اطلاع ہے ایسے ہی رقص کے حق مین بزرگون نے فرمایا ہے کہ رقص [illegible]
ہے کیونکہ اس رقص کا منشا طبیعت ہے جسمین ارادہ نیک نہین بالخصوص جب کہ ان [illegible]
مین کھلا ہوا اشتیاق بھی ملا ہوا ہو اس طور سے کہ حاضرین مجلس مین سے کسی کی [illegible]
[illegible] ہونا مقصود ہو اور اسمین بھی کوئی صحیح نیت نہ ہو بلکہ محض نشاط نفسانی اسکا باعث
ہوا ہے کہ کسی سے لپٹ گیا کسیکا ہاتھ چوم لیا کسیکا پاؤن چوم لیا اور اسی طرح کی اور خفیف حرکتین

اوصاف و محاسن محبوبان مجازی کا ذکر ہو سو اگرچہ ایسا شعر کہنا یا پڑھنا یا سننا فی ذاتہ حرام نہین
مگر یہ امر ضرور واجب ہے کہ اسکو ایسے شخص پر نہ ڈھالے جو اسکے لیے حلال نہین اگر ایسا کرے گا
تو اس [illegible] ہے اور ایسے خیال دوڑانے سے گنہگار ہوگا اور جس شخص کا ایسا گندہ خیال ہو
اسکو سماع سے بالکل علیحدہ رہنا چاہیے آہ اس عارض کے اعتبار سے بھی اپنے زمانہ کی حالت
مخفی نہین اکثر مجالس مین ایسے اشعار بھی پڑھے جاتے ہین اور اہل مجلس مین سے بہتیرے نوجوان
ہوسناک [illegible] عورتون اور امردون کے عشق مین مبتلا ہوتے ہین ایسے اشعار کو اُن کی فکر
ڈھالتے ہین جس سے اُن کے قلب مین درخت فساد کو زیادہ نشو و نما ہوتا ہے آگے ارشاد فرماتے
ہین کہ پانچوان امر سننے والے کے متعلق وہ یہ ہے کہ اس شخص مین ابھی قوت شہویہ غالب ہے اور
جوانی کا جوش ہے اور یہ صفت اُسکی دوسری صفات پر غالب ہے ایسے شخص کے لیے سماع مطلقاً
حرام ہے خواہ اُسکے دل مین کسی محبوب مجازی کی محبت غالب ہو یا نہ ہو کیونکہ ہر حال مین جب یہ
شخص [illegible] فراق و وصال کے سنیگا اُسکی شہوت کو جنبش ہوگی اور شیطان
[illegible] کر اُسکی طرف متوجہ کر دیگا پس اُسکے دل مین
[illegible] شیطان [illegible] اور شکر
[illegible] واجب ہے کہ ایسے شخص کو مجلس سماع سے باہر کر دیا جاے
[illegible]
[illegible] سماع سے [illegible] اور [illegible] فساد جمع ہون
[illegible] مجالس [illegible] نوجوان ہی زیادہ ہوتے
[illegible]
[illegible]
اُسپر غالب ہے نہ کوئی شہوت ہی اُسپر غالب ہے اُسکے لیے فی نفسہ مباح ہے مگر جب اُسکو عادت
مقرر کر لے [illegible] ہو جاویگا آہ آگے اپنے زمانہ
کا حال دیکھیے [illegible] مبتلا ہین اُنھون نے اسکو بالکل دال روٹی کر رکھا ہے اور ذرا بہانہ
مجلس منعقد کرنے کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔ یہانتک شرائط و عوارض کی تفصیل اور اپنے زمانہ

اور بعض اوقات ان لوگون کو ایسا اتفاق پیش آتا ہے کہ اُسکو عادت اور معمول مقرر کر لیتے ہین
حتےٰ کہ اُسکی وجہ سے وظائف و اوراد کھو دیتے ہین آہ۔ صاحبو اپنے زمانہ کی حالت کو اس مضمون
سے ملا کر دیکھ لیجیے کہ سرمو فرق نہین نکلے گا پھر دیکھیے کہ ایسی حالت مین سماع کو کس سختی سے روک
رہے ہین اور مضر بتلا رہے ہین ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا ہے کہ شیخ ابو عبد الرحمن سلمی کا قول
ہے کہ مین نے اپنے دادا سے سُنا فرماتے تھے کہ سماع سُننے والے کو قلب زندہ اور نفس مردہ سے
سُننا چاہیے اور جسکا قلب مردہ اور نفس زندہ ہو اُسکے لیے سماع حلال نہین آہ۔ قلب و نفس کا زندہ
و مردہ ہونا ہر ایک کی صفات کے غلبہ سے معلوم ہو سکتا ہے قلب کے صفات یہ ہین علم و یقین
و شکر و صبر و ذکر و خشیت و محبت وغیرہ نفس کے صفات یہ ہین شہوت غضب کبر عار جاہ حسد وغیرہ
ایک ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کسکا قلب زندہ اور نفس مردہ ہے اور کسکا بالعکس اور خود ہی انصاف
کر سکتا ہے کہ مجھ مین کسقدر جواہر پایا نہین ہے اور ایک جگہ تحریر فرماتے ہین کہ حضرت نصیر آبادی رحمۃ اللہ
علیہ سماع کے بڑے حریص تھے کسی نے اُنکو ملامت کی اُنھون نے فرمایا کہ وہ اس سے تو بہتر ہے
کہ بیٹھ کر غیبتین کیا کرین اسپر حضرت عمرو ابن نجید اور اُنکے اخوان طریقت نے جواب دیا کہ اے ابو القاسم
تم بڑی دور پہنچے سماع کی ایک لغزش اتنے اتنے برس لوگون کی غیبت کرنے سے بدتر اور سخت تر ہے
اور وجہ اسکی یہ ہے کہ سماع کی لغزش مین ان ہوئی بات اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب کرنا ہے اور
اپنے حال کو ایک امر غیر واقعی سے رونق دینا ہے اور اسمین بہت سے گناہ ہین ایک اُن مین سے یہ
ہے کہ اللہ تعالےٰ پر صریح جھوٹ بولنا ہے کہ اُسنے مجکو فلان حالت دی ہے حالانکہ وہ حالت
اُسکو نہین دی اور اللہ تعالےٰ پر جھوٹ لگانا بہت ہی بڑا گناہ ہے ایک اُن مین سے یہ ہے کہ
بعض حاضرین مجلس کو دھوکہ مین ڈالنا ہے کہ وہ عقیدت مند ہو جاتا ہے اور دھوکہ دینا خیانت
ہے آہ۔ دیکھیے یہ تو لغزش کا حال ہے جو بلا قصد غلطی اور کمی بیشی ہو جانے کا نام ہے اور جو شخص
عمداً ایسی حالت پیدا کرے اُسکا کیا حال ہوگا۔ آپ ملاحظہ فرما لیجیے کہ اس قسم کی غلطیون سے کتنے اہل
سماع محفوظ ہین پھر خلاصہ مضمون کے طور پر فرماتے ہین کہ اس مقدمہ مین جو گناہ سرزد ہو جاتے
ہین انکی شرح از بس دراز ہے پس اللہ تعالےٰ سے ڈرنا چاہیے ہرگز سماع مین جنبش تک نہ کرنا چاہیے
جبتک ایسی حالت نہ ہو کہ اُسکی حرکت مثل رعشہ والے کے ہو جاوے کہ اُس سے باز نہ رہنے

[illegible]
ہوا ہے، اُسکو [illegible] یا مثلاً قوالی [illegible] کو اُسکے دیکھنے کی کشش ہوتی ہے
اور اس [illegible] لذت آتی ہے اور پھر اُس [illegible] خیالات فاسد پیدا ہو سکتے ہیں یا مثلاً عورتیں اُس
مجمع کو [illegible] رہتی ہیں اور نفوس جو ہوا و ہوس سے بھرے ہیں اُسوقت چھوٹے جاتے ہیں اور
ان [illegible] حرکات [illegible] اور رقص اظہار وجد کو گویا [illegible] دلال بنا رکھا ہے [illegible] جیسے
حرام ہونے پر سب کا اتفاق ہے اھ اس قول میں صاف ہی فرما دیا کہ اگر واقع میں سچی حالت بھی
ہو اُسمین [illegible] بعض اوقات نفس کی آمیزش ہو جاتی ہے اور صاحب حال کو پتہ نہیں لگتا اور طبعی
حرکت [illegible] حرکت سمجھ بیٹھتا ہے اور جہان بالکل ریا ہو اور بدنیتی ہو اُسکا تو ذکر ہی کیا۔ اور یہ بھی
معلوم ہوا کہ [illegible] اُس زمانہ میں فساد کی یہ کیفیت تھی جسکو حضرت شیخ لکھ رہے ہیں تو ہمارے زمانہ میں
جو کچھ [illegible] ہے [illegible] کیا ٹھکانا ہو گا ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ البتہ یہ آواز اگر امرد کی ہو جس کی
[illegible] کا اندیشہ ہے یا نامحرم عورت کی آواز ہو تو اُس سماع میں ذکر و فکر کا
[illegible] وہ سماع حرام ہے بوجہ احتمال فتنہ کے اھ۔ دیکھیے جب احتمال
فتنہ [illegible] ہو جاتی ہے اگرچہ وہان ذکر و فکر کا غلبہ بھی ہو تو جہان بڑا فتنہ ہی فتنہ ہو اور ذکر و فکر
کا پتہ بھی نہ ہو بھلا وہان حرمت کیون نہ ہو گی ایک اور موقع پر فرماتے ہین چونکہ اس طریق سماع
میں فتنہ بہت بڑھ گیا ہے اور احتیاط نہیں رہی اور ایسے ایسے لوگ آنے لگے ہین جن کے
احوال دغا و انہ بہت کم ہین [illegible] حالات خواب [illegible] اکثر سماع کے مجمع کرتے ہیں بعض اوقات
[illegible] لیے [illegible] کا بھی سامان کیا جاتا ہے جسکے لیے نفس پرور لوگ جمع ہوتے ہین اُن کو
ایسے سماع کی رغبت [illegible] صادق الحال لوگون کا طریقہ نہ تھا [illegible] اگلی
نفس کی خواہشون کے حاصل کرنے کے لیے اور کھیل تماشون کے [illegible] مزہ لینے کے
لیے اس طریق میں [illegible] ایسا سماع مرید کی ترقی کا مانع [illegible] اور اس طریقہ میں بالکل
اوقات کا ضائع کرنا اور عبادت کا حصہ گھٹا دیتا ہے اُس مجمع میں جانے کی صرف اسوجہ سے
رغبت ہوتی ہے کہ نفسانی خواہشون کو حاصل کرے اور طرب و لہو و عیش و عشرت کے شوقینون
کو راحت و فرحت ہو اور صاف ظاہر ہے کہ اس طرح جمع ہونا اہل صدق کے نزدیک مردود ہے

وصال ومجازی حسن وجمال کا نہ ہونا اگر اتفاقاً ایسے الفاظ آجاوین توحسب اصطلاحات تصوف محبوب حقیقی کے معاملات پر بہ رعایت حدود شرعیہ اُس کو منطبق کرنا جس کے لیے کمال علم کی ضرورت ہے سننے والے کا حالت شباب مین نہ ہونا اُس کا خوگر نہ ہوجانا صفات نفسانی و احوال قلبی مین امتیاز کا سلیقہ ہونا وجد مین نشاط طبعی ونفسانی کا ذرہ برابر آمیزش نہ ہونا جس قدر غلبہ ہوا ہو اُس سے زائد بالکل اظہار نہ ہونا اُس مین اختیار کا بالکل دخل نہ ہونا جب تک ضبط کی قدرت ہو نعرہ نہ مارنا ہاتھ پاؤن نہ ہلانا وجد مین نیت فاسد نہ ہونا جیسے تحصیل مال تحصیل جاہ وقبول عند الخلق کسیکو نہ لپٹنا نہ کیکے ہاتھ پاؤن چومنا عورتون کا اُس مجلس کو نہ جھانکنا عوام کے جمع کرنے کے لیے کوئی سامان مثل طعام وشیرینی کے نہ ہونا محض لذت کے لیے نہ سننا کسی عبادت یا وظیفہ کا ناغہ نہ ہونا آپ اہل انصاف ملاحظہ فرمالین کہ مجالس سماع مین سفے زمانیا یہ شرطین مجتمع ہین یا نہین ج

فصل ثامن اس بیان کی کہ اگر کسی شخص مین اباحۃ کے تمام شرائط موجود ہون اور اس لیے سماع اُس کے حق مین مضر نہ ہو مگر اُس کے سننے سے احتمال ہو کہ دوسرا شخص جس مین وہ شرائط نہین پائے جاتے سننے لگیگا اور اُس کو ضرر ہوگا تو اس صورت مین اس شخص پر لازم ہے کہ باوجود خود ضرر نہ پانے کے دوسرے مسلمان بھائی کو ضرر سے بچانے کے لیے ترک کرے کیونکہ جیسے معصیت کا ارتکاب معصیت ہے اسی طرح معصیت کا سبب و ذریعہ بننا بھی معصیت ہے اللہ تعالے کا ارشاد ہے کہ ایک دوسرے کی مدد کرو نیکی اور تقوے پر اور مت مدد کرو گناہ اور ظلم پر امام غزالی رح کا ارشاد اوپر مذکور ہوچکا ہے کہ اگر شیخ مرید کے حق مین سماع کو مضر سمجھے تو اُن کے روبرو سماع نہ سننے اور کتب فقہیہ مین بہت سے مسائل اس قاعدہ پر مرتب کیے ہین کہ اگر کسی شخص کے فعل مباح کرنے سے دوسرا شخص معصیت اعتقادی یا عملی مین مبتلا ہوجاوے تو اُس شخص کو اس فعل مباح کا ترک کردینا واجب ہے چنانچہ ماہرین فن فقہ پر یہ امر مخفی نہین ج

فصل تاسع اس بیان مین کہ بالفرض اگر نہ اُس شخص کو ضرر ہو نہ اُسکی وجہ سے دوسرے کو ضرر ہو لیکن اہل بدعت کے ساتھ تشبہ ہوتا ہو جیسا کہ اس زمانہ مین مشاہدہ ہو رہا ہے کہ یہ فعل کثرت سے اہل بدعت مین شائع ہو رہا ہے اور اسی قوم کا شعار بن گیا ہے تو اس مشابہت سے بچنے کے لیے

کی قدرت نہین رہتی اور اُسکی حالت چھینک لینے والے کی سی ہوجاوے کہ چھینک کو ہٹا نہین سکتا اور اُسکی حرکت مشابہ سانس لینے کے ہوجاوے کہ بلے اختیار طبیعت اُسکی متقاضی ہوتی ہے اور سانس والا محض بلے اختیار اور مغلوب ہوتا ہے آہ۔ دیکھیے اس قول سے وجد کی کیا شرط ثابت ہوتی ہے۔ فرح الاسماع مین حضرت جنید رح کا قول مذکور ہے کہ عوام کے لیے سماع بالکل حرام ہے اسلیے کہ اُن کے نفس زندہ ہین آہ۔ اس سے دو شرطین معلوم ہوئین نفس کا مردہ ہونا جسکی تفصیل اوپر گذر چکی اور سماع والے کا خواص مین سے ہونا اسکے لیے دو چیز کی ضرورت ہے علم شریعت کا ماہر ہو علم حقیقت کا عارف ہو تاکہ تطبیق کی قدرت رکھتا ہو جسکا شرط ہونا اوپر مذکور ہو چکا ہے۔

یہ خلاصہ تھا شرائط و موانع کا جسکو ہم نے احیاء العلوم و عوارف المعارف سے نقل کیا ہے دیگر کتب فن مین بھی اسی مضمون کے قریب قریب مذکور ہے ان سب شرائط کی اجمالی فہرست یہ ہے زمان یعنے ایسا وقت جسمین کوئی طبعی یا شرعی حاجت نہ ہو مکان یعنے ایسا موقع جہان عام آمد ورفت نہ ہو نہ کوئی ہنگامہ قلب کا مشغول کر لینے والا ہو اخوان یعنے شرکاء مجلس مین سے کوئی نا جنس نہو دنیادار نہ ہو ریاکار نہ ہو بلکہ سب کے سب طریقت سے واقف مجاہدہ کیے ہوئے ہون کامل علم ظاہری و باطنی مین اصطلاحات صوفیہ سے باخبر ظاہر و باطن کو مطابق کرنے پر قادر ہون ورنہ ایسونکو سننا تو کیا ایسونکے روبرو سننا بھی جائز نہوگا بجز مضمون کے کسی طرف التفات نہ کرنا کیسیکے آنے جانے کی طرف نہ کیسیکے وجد و خیال کی طرف نہیں وبے حرکت بیٹھا رہنا نہ کھنکارنا نہ جمائی لینا نہ اپنے ارادہ سے کوئی جنبش کرنا بعد غلبہ کے کیفیت فرو ہوجانے کے وقت ادب اور سکوت اور سکون اختیار کرنا تصنع وریا سے حال کی صورت نہ بناتے رکھنا قوال کا خوشرو نوجوان محل شہوت نہ ہونا خواہ لڑکا ہو یا عورت بلکہ اُس مین بھی وہی صفات ہونا جو اہل مجلس مین ہونا ضرور ہے کیونکہ وہ بھی تو شریک سماع ہے بالخصوص علم اور علم پر قدرت کافی حاصل ہونا ورنہ بے علمی مین تو اسرار و حقائق کے مضامین کے غلط معنی سمجھکر زبان نکال کر اپنا ایمان تباہ کریگا اور بدعملی مین مشائخ کی عنایت اور خوشنودی مزاج اور اُن کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے سے اپنی بدحالی پر اسکو زیادہ جرأت ہوگی اور اُسکی بُرائی اُس کے جی مین نہ رہیگی اور باعث ان دونون خرابیون کے اہل سماع ہونگے اور ظاہر ہے کہ معصیت کا سبب بن جانا بھی معصیت ہونا ہے مزامیر اور ڈھولک وغیرہ نہ ہونا اشعار مین مضامین خط و خال و فراق

بچانے سے بالکل پرہیز رکھے کیونکہ یہ مختلف فیہ مسئلہ ہے مانع نے تو اسکو حرام کہا ہے دوسرا
فریق اسکو مباح ٹھہرا رہا ہے اور جب کوئی امر درمیان اباحۃ اور حرمت کے دائر ہو تو احتیاطاً اس
سے بچنے مین ہے کیونکہ کرنے مین یہ خرابی ہے کہ مانع کے نزدیک یہ شخص حرام کا مرتکب ہوا اور
فاسق مردود الشہادۃ ہو گیا جب کہ اسپر اصرار کرنے لگا اور چھوڑنے مین مباح کہنے والے
کے نزدیک فاسق کیا بلکہ ملامت کے قابل بھی نہین ہوا کیونکہ اسکے نزدیک تو محض مباح
تھا اور ترک مباح سے کسیکے نزدیک بھی گناہ نہین ہوتا بلکہ ثواب ملتا ہے جب اس نیت سے
چھوڑ دے کہ اختلاف سے بچا رہے آہ عوارف مین ہے کہ کسی بزرگ نے حضرت خضر
علیہ السلام سے سماع کی نسبت پوچھا جس مین اہل طریقت اختلاف کرتے ہین آپ نے فرمایا
کہ وہ ایک پھسلنا پتھر ہے ہر ایک کا قدم اسپر نہین جمتا مگر عارفین کاملین کا فتہا نے فرمایا ہے
کہ جب کسی امر مین یہ تردد ہو کہ یہ سنت ہے یا بدعت تو وہان اس سنت کا ترک کر دینا چاہیئے نیز
عوارف مین ہے کہ حضرت جنید رح کا قول منقول ہے کہ مین نے ابلیس سے خواب مین پوچھا کہ
ہمارے یاروں پر بھی تیرا قابو چلتا ہے اسنے جواب دیا کہ مین ان کے معاملہ مین دق ہو جاتا ہون
کسی طرح انپر قابو نہین چلتا مگر دو موقعہ پر مین نے ان موقعونکو دریافت کیا کہنے لگا ایک سماع
کا وقت دوسرا نظر ڈالنے کا وقت کہ انہین ان کو لے ڈالتا ہون آہ۔ ان دلائل سے ثابت
ہوا کہ حفاظت دین کے لیے شبہ ناک امور سے بچنا ضروری ہے بالخصوص حضرات صوفیہ کے لیے
جن کی نظر مین آداب مستحبات مثل فرض کے اور مکروہات مثل حرام کے ہوتے ہین چنانچہ
مزنیین مین حضرت حاتم اصم رح کی حکایت ہے کہ ایک بار مسجد مین داخل ہوتے ہوئے بایان
پاؤن اندر رکھا گیا معاً رنگ مبارک متغیر ہو گیا اور ڈرتے کانپتے باہر نکلے پھر داہنا پاؤن
اندر رکھا کسینے اسکا سبب دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ اگر ایک ادب بھی آداب مین سے ترک
کر دون تو اندیشہ کرتا ہون کہ اللہ تعالے نے مجھکو جو کچھ دیا ہے سب سلب فرمالیوے مقربان
را بیش بود حیرانی اسی جگہ سے مشہور ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ اس طریق کا تمامتر دار و مدار طہارت
قلب پر ہے جس قدر طہارت مین مبالغہ ہوگا انوار و اسرار کا نزول ہوگا اور جب مشتبہ امر
مین مبتلا ہوا کامل طہارت کہان رہی ملخص فضول دہ گانہ کا یہ ہے کہ اول تو اس عمل کے مباح ہونے مین تردد

اس عمل کا ترک کر دینا بہتر ہے حدیث مین ہے کہ جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ اُن ہی
مین سے ہے دوسری روایت مین ہے کہ جو شخص کسی قوم کا مجمع بڑھاتا ہے وہ اُن ہی مین سے ہو
اور نیز وارد ہے کہ تہمت اور بدگمانی کے مواقع سے بچو اور ظاہر ہے کہ بدعقیدہ لوگون کی وضع اختیار
کرنے سے دیکھنے والون کو خواہ مخواہ بدگمانی پیدا ہوتی ہے اس قاعدہ پر بہاسے فقہانے بہت
مسائل متفرع کیے ہین مثلاً اونچے مقام پر تنہا امام کے کھڑے ہونے کو مکروہ کہنا کسی زمانہ مین داہنے
ہاتھ مین انگشتری پہننے کو مکروہ کہنا یہ سب فروع اسی اصل کے ہین امام غزالی رح فرماتے ہین کہ
اسی بنا پر ہم کہتے ہین کہ جب کوئی سنت شعار اہل بدعت کا ہو جاوے تو اسکو ترک کر دینا چاہیے تاکہ
اُن سے مشابہت نہ ہو جاوے آہ جب سنت کا یہ حکم ہے تو مباح تو بدرجہ اولے ایسی حالت مین
قابل ترک ہوگا۔

فصل عاشر اس بیان مین کہ اگر کہین تشبہ کا بھی شبہہ نہ ہو تب بھی بوجہ مختلف فیہ اور محل
خطر ہونے اس عمل کے ترک ہی کرنا افضل اور موجب اجر و ثواب و اقرب الی الاحتیاط ہے رسالہ
ابطال مین ہے کہ اس تمامتر بیان کے بعد ہم کہتے ہین کہ ہم نے جو کچھ اقوال اور دلائل کا اختلاف
بیان کیا ہے اس سے یہ امر بلا شبہ حاصل ہوتا ہے کہ سماع امور مشتبہ مین سے ہے اور ایمان والے
شبہات کی حد پر اٹک جاتے ہین جیسا حدیث صحیح مین ہے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے کہ جس شخص نے ترک کیا شبہات کو بچا لیا اُسنے اپنی آبرو اور دین کو اور جو شخص سرحد کے
ارد گرد پھرا تو کھیت مین جا پڑنا بھی اُس سے بعید نہین بالخصوص جبوقت اشعار مین مضامین حسن و
عشق کے ہون تو اُن مضامین کا سُننے والا کسی نہ کسی بلا مین ضرور جا پھنستا ہے گو دین مین کیسا ہی
مضبوط کیون نہ ہو خصوصًا جب کہ گانے والا صورت شکل اور آواز کا اچھا ہو اور عرب مین
جو گانا سنتا تھے اُنمین اکثر اشعار حرب و ضرب و شجاعت و سخاوت وغیرہ کے ہوتے تھے پس جو شخص
اپنا دین بچانا چاہے اور سلامتی کا خواہان ہو وہ بہت احتیاط رکھے کیونکہ شیطان کے بہت
جال ہین ہر شخص کے واسطے اُسکے مناسب حال ایک جال پھیلاتا ہے اور بعض اوقات جس
گانے کا ہم نے بیان کیا ہے یہ اُسکے بڑے مکرون مین سے ہو جاتا ہے خاص کر ایسے شخص کے
لیے جو زمانہ شباب مین ہو آہ۔ رسالہ ابی البروج مین ہے کہ جانب عمل مین احتیاط یہی ہے کہ گانے

مباح بھی ہے اس سے اباحۃ قطعیہ اجماعیہ تو ثابت نہ ہوئی پس جس حالت مین بہت سے اکابر اولیا
منع بھی فرما رہے ہین جسکا ابھی ذکر آتا ہے تو اُسکی اباحت و حرمت مین تردد ہو گیا اور یہ پہلے معلوم
ہو چکا ہے کہ ایسے تردد کی چیز کو ترک کر دینا ضروری ہوتا ہے اب اُن اکابر کی ممانعت کے بعض فتوے
بطور نمونہ نقل کیے جاتے ہین حضرت سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ تعالے عنہ غنیۃ الطالبین مین
فرماتے ہین کہ اگر حاضر ہو اُنمین کوئی گناہ کی بات جیسے طبلہ اور مزمار اور عود اور بالسلی اور رباب و
معازف اور طنبورہ وغیرہ تو اُس جگہ نہ بیٹھے کیونکہ یہ سب حرام ہین اور تذکرۃ الاولیاء کے مختلف
صفحات مین یہ روایتین ہین سعید بن جبیر رح نے تین نصیحتون مین سے ایک نصیحت یہ فرمائی کہ اپنے
کان کو راگ باجے سے بچانا اگرچہ تو کامل ہو اسلیے کہ مزامیر آفت سے خالی نہین اور آخر الامر اپنی خباثت
پیدا کرتا ہے ابو سعید خراز نے فرمایا کہ مین نے دمشق مین حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا
کہ حضرت ابوبکر صدیق رض اور حضرت عمر فاروق رض پر تکیہ کیے ہوئے تشریف لاتے ہین اور مین
بجائے خود انگلی اپنے سینہ پر بجاتا ہون اور شعر پڑھتا ہون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمانے
لگے کہ اسکی بدی نیکی سے زیادہ ہے یعنے سماع نہ کرنا چاہیے حضرت شیخ نظام الدین اولیاء رح
کے ملفوظات مین ہے کہ حضرت شیخ قطب عالم رکن الحق والدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرمودند
شخصے نائی زدن گرفت فرمودند منع کنند روا نیست چون سرود گویان میرسیدند نیز منع میکردند
وگاہی بر سر آن نمیشدند تا آنکہ سرود میگفتند روئے مبارک برما آوردند پرسیدند ذکر میگوئید غرض
داشتیم ذکر نمیگوئید سرود میگوئید این چنین مستغرق بودہ اند سرود شنیدن روا نیست کہ القارے
والسامع سواء زیراچہ شنوندہ انہی منکر واجب آمد پس منع میکنند چون بشنود الیضاً عزیزے
پرسید منع سماع سبب چیست کہ از رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مروی ست ؎ لقد لسعت
حیۃ الھوی کبدی ٭ فلا طبیب بہا ولا راقی ٭ الا الحبیب الذی شغفت بہ ٭
فعندہ رقیتی و تریاقی ٭ بر لفظ مبارک راندند روایت صحیح نیست غیر صحیح ست بر طریق احتمال
والاحتمال ترکہ واجب و دست بر دست نہ زدہ اند و غنغنہ نہ کردہ اند آواز خوش طریق شعر خواندہ
اند بعد ازان فرمودند دست بر دست زدن منع ست زیراچہ تشبیہ بہ سرود گویان میشود دیگر طریق
پشت دست راست بر کف دست چپ بزنند چون کسے را طلبند زیراچہ تشبیہ نیست و این محمل

پھر مباح بھی مانا جاوے تو اُسکے شرائط اس کثرت سے ہین کہ اس زمانہ مین اُسکا ایک جزو بھی نہین پایا جاتا اور اس سے
بھی قطع نظر کیجاوے تو عوام کی حفاظت اور کجرو لوگون کی مشابہت کا شبہہ اور خود اُسکا محل خطر ہونا
یہ سب امور مقتضی احتیاط کو ہین واللہ تعالی ولی التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق خاتمہ
بعض شبہات زبان زد عوام کی تشفی مین بعضے لوگ یہ شبہہ کیا کرتے ہین کہ یہ عمل بڑے بڑے اکابر
سے منقول ہے پھر قبیح کیونکر ہو سکتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اُن حضرات نے شرائط و آداب
کی رعایت سے سُنا ہے اُسکو کون قبیح کہتا ہے اور اب وہ شرائط مفقود ہین اسیلیے منع کیا
جاتا ہے اپنے فعل کو اُن کے فعل پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اور اگر احیانًا کسی صاحب حال
سے بلا اجتماع شرائط یا مجمع عام مین سُنا منقول ہو تو سبب اُسکا غلبۂ حال و بیخودی ہے جس مین وہ
معذور ہین مگر دوسرونکو اقتدار جائز نہین اور اگر بلا اجتماع شرائط وبدون غلبۂ حال کسی سے
سُنا منقول ہو تو بعد صحت روایت جواب یہ ہے کہ اصول شرعیہ مین سے ہے کہ بجز خیر القرون
کے کسیکا فعل حجت نہین اور اگر کسیکو یہ شبہہ ہو کہ ہم فعل سے احتجاج نہین کرتے بلکہ اُن کا قول
اور فتوے بھی ثابت ہے اور بہت سے رسالے اس باب مین لکھے گئے ہین چنانچہ آج کل ایک مجموعہ
رسائل اربعہ فرح الاسماع و ابطال دعوے الاجماع و بوارق الاسماع و رسالہ ابی الروح فی
السماع شائع ہوا ہے جس مین فتوے جواز موجود ہے تو اُسکا جواب یہ ہے کہ اول تو ان صاحبون
نے اس زمانہ کے سماع کو مباح نہین فرمایا جسمین بشیا منکرات جمع ہین چنانچہ رسالہ ابی الروح مین
تصریح ہے کہ جو کچھ ہمنے ذکر کیا ہے یہ اُس غنا مین ہے جسمین کوئی امر منکر نہ ہو رہا وہ غنا جسمین
منکرات کا اقتران ہو جیسا اس زمانہ مین رواج ہے سو کلا وحاشا کہ وہ شخص بھی اُسکے حرام ہونے مین اختلاف
نہین کر سکتے آہ۔ اور جابجا رسائل مذکورہ کی عبارتین اثنائے کلام مین جن مین ہمارے دعوے
کی تائید موجود ہے نقل کر چکے ہین اب ان سے سماع متعارف کے جواز پر استدلال کرنا ایسا ہے
کہ کوئی شخص مفتی شرع سے روٹی کے حلال ہونے کو سُنکر غصب و ظلم سے کھانا شروع کردے
کہ مفتی صاحب نے روٹی کو حلال کہا ہے تو صاحب مفتی نے تو روٹی کی ذات کو حلال کہا ہے یہ
تو نہین کہ غصب و ظلم سے جو حاصل کیا جاوے اُسکو بھی حلال کہا ہے اور اگر شرائط و عوارض سے
بھی قطع نظر کیجاوے تو غایۃ ما فی الباب اقوال مذکورہ سے اتنا ثابت ہوگا کہ بعض کے نزدیک

کی نہین ہوسکتی اصل یہ ہے کہ ایسے تصرفات ثمرات ریاضت سے ہین۔ خواہ وہ ریاضت حق ہو یا باطل۔ اکثر ساحر اور جوگی بڑے بڑے کرشمے دکھلا دیتے ہین اسکو ولایت سے کوئی علاقہ نہین البتہ اگر ایسے خوارق اتباع سنت کے ساتھ ہون تو وہ کرامت اور علامت ولایت ہین ورنہ محض استدراج ہین ایک شبہہ یہ ہوتا ہے کہ خیر ہم ہین وہ شرائط جن سے سماع جائز ہو تو ہی نہ سہی لیکن اُن حضرات کی صورت بنانے اور نقل کرنے مین بھی بڑی برکت اور انوار ہین۔ اسیلیے ہم تقلیداً اس فعل کو کرتے ہین جواب اسکا یہ ہے کہ بزرگون کی صورت و وضع بنانا بلاشک نہایت خوبی کی بات ہے مگر یہ اُس امر مین ہے جنمین کسی طرح کا خطر اور ضرر نہ ہو بلکہ وہ خیر محض ہو۔ یہ قاعدہ اُسکے لیے ہے کہ اگر اس درجہ کا خلوص و ذوق شوق کسی مین نہ ہو تاہم صورت بنانا بھی موجب برکت ہے جس طرح نوافل پڑھنا اور اوراد و وظائف پڑھنا اُنکا سا لباس پہننا اُنکا سا کلام کرنا اُنکی طرح چلنا پھرنا وغیرہ ذلک۔ اور جو امر خطرناک ہو اور اسکے ارتکاب کی بہت سی شرطین عزیز ہون اُسکے لیے یہ قاعدہ نہین حضرت مولانا رح ایسی ہی تقلید کی نسبت فرماتے ہین ؎ او اگر زہرے خورد شہدے بود٭ تو اگر شہدے خوری زہرے بود٭ اسے مری کردہ پیادہ با سوار٭ سر نخواہی برد اکنون پائے دار٭ اور اس قسم کے اور بھی ضعیف ضعیف شبہات ہین جن کا جواب بعد تحقیق اصول مذکورہ کے ہر شخص بخوبی نکال سکتا ہے حاجت بیان نہین۔

اب تحریر ہذا کو اس وصیت پر ختم کیا جاتا ہے کہ طالب حق پر لازم ہے کہ ہر امر مین طریق سلامتی و احتیاط کو اختیار کرے۔ اور طریق احتیاط اس امر مین یہ ہے کہ نفس سماع کو مختلف فیہ سمجھے اور اُسمین جو خرابیان ملگئی ہین اُن مین جن کی برائی دلیل قطعی سے ثابت ہے اُن کو حرام قطعی اور جن کی برائی دلیل ظنی سے ثابت ہے اُن کو حرام ظنی جانے اور خود اس عمل سے حتی الامکان بچتا رہے اور جس کو مبتلا دیکھے اگر وہ شخص آداب و شرائط کی رعایت رکھتا ہے جس سے نہ اُسکو ضرر ہوتا ہے نہ اُسکی وجہ سے دوسرے کو۔ ایسے شخص سے تعرض نہ کرے۔ اور اگر آداب و شرائط کا لحاظ نہین رکھتا تو اس فعل کا بہیئت کذائیہ پر تو انکار کرتا رہے۔ مگر فاعل پر علے الاعلان طعن و لعن اور اُسکی تفضیح و تقبیح نہ کرے کہ مورث فتنہ و موجب عداوۃ ہے اور نیز ممکن ہے کہ اُسکو کوئی عذر خفی ہو یا کسی تاویل سے اُسکا ارتکاب کرتا ہو۔ یا غلط فہمی اُسکا باعث ہو اور ان حالتون مین تشدد زیبا نہین البتہ

مخدوم بوده است پس روسے مبارک برین فقیر آوردند فرزند من این فوائد که گفتم ملفوظ نبولیسید
لیس نشنیدم آه. الروایات کلها اخذت من رسالة النصیحة عبارت مذکوره مین تو علی الاطلاق سماع
پر انکار ہے اب جتنے بزرگون کے ملفوظات نقل کیے جاتے ہین جنمین اس زمانہ کے سماع پر جو
مفقود ہو گئے شرائط کے انکار ہے جواہر غیبی مین مصباح الہدایہ سے منقول ہے دَرین زمان
سماع بروجہیکہ عادت اہل روزگار متصوف رسمیست چنین وبال ومحل انکار یست چہ منشئ در حقیقت
مشاہدہ میرود وبنا ر آن بر داعی نفسانی وحظوظ طبعی ست نہ بر قاعدۂ صدق واخلاص وطلب مزید
حال کہ وضع این طریق در اصل برآن اساس بودہ است اجتماعی را بر حضور مجلس سماع داعیہ تمنا دل طعامے
کہ درآن مجمع متوقع بود وطائفہ را میل رقص ولہو وطرب وعشرت وقومی را رغبت بمشاہدہ منکرات
ومکروہات وجمعے را استجلاب نعم دنیوی وبعضے را اظہار وجد وحال وگروہے را گرم داشتن بازار و این
جملہ محض گناہ وصریح وبال ست ومحل انکار اور فوائد الفواد مین ہے کہ حضرت سلطان المشائخ
رحمہ اللہ فرمودند کہ چند چیز موجود شود سماع آنگاہ شنود وآن چیست مُسمِع ست ومسموع ومستمع وآلۂ
سماع ست وفرمودند مسمع گوینده است میباید کہ مرد تمام باشد وکودک وعورت نباشد اما مسموع
انچہ میگوید باید کہ ہزل وفحش نباشد اما مستمع آنکہ مے شنود باید کہ بحق شنود ومملو باشد از یاد حق اما آلہ
سماع وآن مزامیر ست چون چنگ ورباب ومثل آن باید کہ درمیان نباشد اینچنین سماع حلال ست
ایک شبہہ یہ ہو جاتا ہے کہ فلان درویش کو ایسا حال آیا کہ چوٹ لگنے کی بھی خبر نہین ہوئی اگر یہ عمل
باطل ہوتا تو اسمین یہ تاثیر کیون ہوتی جواب اسکا یہ ہے کہ بیخودی کے اسباب مختلف ہین کبھی غلبہ
ذوق باطن سے ہوتی ہے کبھی شدت سرور سے کبھی فرط غم سے کبھی جنون سے کبھی کسی نشہ دار
چیز کھانے سے کبھی ہیجان نفس سے کبھی کثرت تحیر سے کبھی نشاط طبعی سے جسطرح سانپ بین کی
آواز سے مست ہو جاتا ہے وغیرہ ذلک اور ظاہر ہے کہ بعض ان اسباب مین محمود ہین اور
بعض مذموم تو مطلق بیخودی دلیل حقانیت ومقبولیت کیسے ہو سکتی ہے اب ایک شبہہ یہ
ہو جاتا ہے کہ فلان درویش نے سماع مین کسی شخص کو نگاہ اُٹھا کر دیکھا اور وہ لوٹ پوٹ ہو گیا
اگر یہ عمل مقبول نہ ہوتا تو اسمین ایسا اثر نہ ہوتا اسکا جواب بھی ظاہر ہے جیسا خود بیخود ہو جانا دلیل
حقانیت کی نہین چنانچہ ابھی مذکور ہوا اسی طرح دوسرے کو بیخود کر دینا بھی دلیل مقبولیت

[illegible] فتاوی مولوی محمد عبدالرحمن صاحب راسخ دہلوی سلمہ

[illegible] پر یہ شکایت نامہ
[illegible] لی اصل حقیقت
[illegible] س کی نسبت
[illegible] و کو ایسا آثر سے
[illegible] لوی اشرف علی
[illegible] اقتنیت اسپر
[illegible] ئے زور باموج
[illegible] نے این کستہ این کے
[illegible] سے دشمن گے ۔
[illegible] گیا ۔ یہ قطعی دلائل
[illegible] سا کیا ہے یا طل کیا ۔
[illegible] خ حق کا طالب ہے ۔
[illegible] یا ۔ حق کے چند سطرے
[illegible] توبہ کے دروازے

فتوبوا الی اللہ جمیعا ایھا المؤمنون ۔ لعلکم تفلحون وترحمون

خلوت مین ہوتی ہے۔ اگر اُسکو فہمائش ممکن ہو تو دریغ نکرے جبتک کہ امید قبول باقی جب نا امیدی ہوجاوے کہ یہ فہمایش کو آزاد ہے تو تعرض چھوڑ دے اور اسکی اصلاح وہدا کے لیے اللہ تعالے سے دعا کرتا رہے۔ اور اسکی بڑی احتیاط رکھے کہ جن حضرات مین ظاہرا مقبولیت اور بزرگی کے پائے جاوین اور اکثر اعمال ان مین شریعت کے پابند ہون گو ا تمام نہی یا تاویل ضعیف یا غلبۂ حال یا غلطی فتواے مفتی کے اُن سے کوئی لغزش صادر ہوتی ہو اُنکی شان مین کسی قسم کی بے ادبی یا بدگمانی نہ ہووے کہ اسکا وبال از بس عظیم ہے کہ عداوت اولیا احیانا موجب سلب ایمان ہوجاتی ہے۔ نعوذ باللہ تعالے منہ

ہان ہان ترک حسد کن با شہان	ورنہ ابلیسے شوی اندر جہان	عیب کم کن بندۂ اللہ را
متہم کم کن زدی شاہ را	ورنہ باشی مبتلا ہیچ از جہان	چون رو بسر دلی باشی ترا

اللھم اجعلنا من الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ہدی اللہ واولئک ہم اولوا الالباب وصل علی سیدنا محمد رسولک وحبیبک مع آلہ واصحابہ واجعلنا معہم یوم الحساب فی دار الثواب بدءت و ختمت فی کورۃ تھانہ بھون فی شہر الشوال المکرم سنہ [illegible]ھ۔

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ پُرانتفاع مسمّٰی بہ حق السماع تصنیف قائم بالشرع
حضرت مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب تھانوی سلمہ
اللہ القوی تصحیح تام از اہتمام بندۂ مسکین محمد عبد الاحد
عفی عنہ الصمد ماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۱۹ھ
مطابق ماہ مئی سنہ ۱۹۰۱ع در مطبع
مجتبائی دہلی طبع گردید

خاتمۃ الطبع از نتائج طبع ثقہ اوثق دین مولوی محمد عبد الرحمن صاحب راسخ دہلوی سلمہ

بشنو از نے چون حکایت مے کند
وز جدائیہا شکایت مے کند

دیگر معانی سے قطع نظر یہان گئے بستہ قلم ہے جس کی جانب سے صفحات حقیقت پر یہ شکایت نامہ زیب رقم ہے کہ سماع مع معازف نہ معارف مین داخل ہے نہ طریقت مین اس کی اصل حقیقت مین ہے نہ شریعت مین مزامیر بالاتفاق حرام ہے۔ اور بزرگان دین کی طرف اس کی نسبت بے شرمی الاپ۔ اور سرود بے ہنگام مصنف علامہ نے سماع کے ہر پہلو کو ایسا آڑے ہاتھون لیا ہے کہ مخالف حسن مضامین پر تنتا ہوا ہو کہہ کر وجد کرنے لگتا ہے مولوی اشرف علی صاحب کی دالمانہ تحقیق۔ فاضلانہ تدقیق معقول و منقول اور فروع و اصول کی واقفیت اسپر مضامین آفرین طبیعت۔ چنانکہ باید و شاید۔ سچ تو یہ ہے کہ سبحان اللہ مرع زدریا موج گونا گون برآمد۔ مخالفان شریع اب بھی نہ مانین گے تو اپنی لائق خار ضلالت مین گھسیٹین گے اور ڈھولکی والے اب بھی اسکی قدر نہ جانین گے تو دونون ہاتھون سے اپنا سر پیٹین گے۔ سماع کے باب مین اس سے بہتر جامع اور مختصر آج تک کوئی رسالہ نہین لکھا گیا۔ یہ قطعی دلائل سے مدلل ہے۔ اور سماع کے بیہودہ قول فیصل منظر انصاف خود بتا دیگی کہ حق کیا ہے باطل کیا۔ راگ کی حجت کیا ہے اور اہل محفل کیا جو شخص حقیقت کا شیدا اور فی الواقع حق کا طالب ہے۔ اُس سے کہدو کہ حق ہمیشہ غالب ہے۔ بقول شخصے ابشند باجا۔ راگ پایا۔ حق کے جھنڈے گڑ گئے اور باطل کے قدم اکھڑ گئے۔ گو آثار قیامت تلے ہوئے ہین۔ مگر توبہ کے دروازے اب تک کھلے ہوئے ہین۔

فتوبوا الی اللہ جمیعا ایہا المؤمنون۔ لعلکم تفلحون وترحمون

صحت نامہ رسالہ حق السماع

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۳	والاصفیاء	الاصفیاء	۱۷	۱۰	جواد	جواز
۴	۸	امام	امام صاحب	〃	۱۲	بجید	بجید
۵	۳	مرفوع	مرجوح	۱۸	۱۴	کرنا کیسے	کرنا نہ کیسے
〃	۱۰	بخصوص	بالخصوص	〃	۲۰	علی	عملی
۶	۲۱	ربنے فرمایا	ربنے حرام فرمایا	۱۹	۵	اظہا	اظہار
۷	۱۷	توضعاف	توسب ضعاف	〃	۱۸	اُن	اُس
۸	۱	حالتین	حالتین	۲۳	۲	نشستیم	نشستم
〃	۲۰	زیب ذکر	ابھی ذکر	〃	۳	جنہیں	جنہیں
۹	۱	زبان	زمان	〃	۱۹	وغیرہ	وغیر
۱۱	۳	باللہ بیان	باللہ اللہ بیان	۲۵	۷	جنہیں	جنہیں
〃	۵	الوان	اکوان	〃	۱۰	وغیرہ	وغیر
۱۳	۳	جہاں سمجھے	یہاں سمجھئے	〃	۲۱	فعل کا	فعل بہت
۱۳	۱۲	عوام الناس	عوام الناس میں	۲۶	۷	عیاذ	عیاذاً
۱۶	۲	اُسکی	اُنکی	〃	۱۳	شہرالشوال	شہر شوال

اُنظر کیف فضّلنا بعضہم علیٰ بعض وللآخرۃ اکبر درجٰت واکبر تفضیلا ۱۹

رسالہ قول جلی فی بیان قدمی ہٰذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ صنفہ عمدۃ العلماء وزبدۃ الفقہا مولانا محمد سعید خان صاحب مفتی دام فیوضاتہ کا بغایت فصیح و بلیغ عمیق و دقیق بھا نکتہ پرداز معنی طراز اوستاد

ایضاح افادہ

۱۳۰۶

ارباب سخن جناب مولوی سید کاظم حسین صاحب کنتوری المتخلص بہ شیفتہ نے بنظر افادۂ عام پسند علّام اس کا ترجمہ لفظی نہایت سلاست کے ساتھ کرکے تاریخی نام رکھا۔

مطبع محمدی در ناگلقو پریس باہتمام محمد عبد الرحمان طبع شد

ان کتابون کے علاوہ بھی ہر قسم کی کتابین کتبخانہ تجارۃ مطبع مجتبائی دہلی سے ملسکتی ہین

نام کتاب — قیمت

مجموعہ چہل حدیث اس مجموعہ
مین چہل حدیثین ہین ایک تو مولانا عبدالرحمن
جامی کی معہ ترجمہ منظوم دوسری مرتبہ
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تیسری مرتبہ
ملا علی قاری چوتھی مرتبہ مولانا قطب الدین
خان مہاجر پانچوین مرتبہ مفتی عنایت احمد
چھٹی مرتبہ مولوی محمد حسین صاحب
نقیر مطبوعہ مجتبائی -

الکہف المتین فی منہج الرسول الامین
خلاصہ حصن حصین مع ترجمہ اردو
زیر متن طالبان وظائف اور
شائقان اوراد خوب جانتے
ہین کہ ادعیہ ماثورہ صحیحہ نبویہ مین
حصن حصین کیسی نادر کتاب ہے
اسکا اسبوع رہفتہ وار ورد [illegible]
آفات ارضی وسماوی سے بچنے
کے لیے اور حفظ اور سلامتی
ظاہری وباطنی کے واسطے
حصن حصین اور کشود مضے کے
لیے فتح الباب اور حل مشکلات
وحصول مقاصد کے واسطے اکتا
ہی اسمین تمام مطبوعہ سابقہ نسخون سے
بڑھکر یہ خوبی ہی کہ اشارات اور
مکررات کو حذف کیا گیا ہی اور سب
زیادہ یہ خوش اسلوبی ہی کہ موقت
وغیر موقت دعاؤن کو ایک ایک
حصہ مین الگ الگ تحریر کیا ہی
اور حسب تعداد ایام ہفتہ مین سات
منزلین مقرر کر کے طالبان خیر
وبرکات کو تھوڑی سی دیر مین
بہت انوار وفیضان الٰہی وفوائد
صوری ومعنوی حاصل کرنے کی
ترغیب دیگئی ہی عربی متن کے اعراب
اور بامحاورہ اردو ترجمہ مین اعلے
درجہ کی تنقیح وترتیب کی گئی ہی مولف
زبدۃ العارفین حضرت شاہ مسعود
صاحب نقشبندی مجددی عمری
ادام اللہ برکاتہ نبیرۂ حضرت شاہ
احمد سعید صاحب دہلوی قدس سرہ ہین
اور تقطیع اسکی مثل حمائل شریف ایک
اشرفی انعام والی اور دلائل الخیرات
ومجموعہ وظائف ہر سہ حصہ مطبوعہ
مطبع مجتبائی کے ہی تاکہ ان سب
وظائف کی کتابون کو تھیلیون مین
ایک جگہ رکھ سکین اور سفر وحضر
مین سہولت ہو۔

عطر الورد فی شرح البردۃ
از مولوی ذوالفقار علی صاحب
دیوبندی مطبوعہ مجتبائی۔ ۵ر

دیوان حضرت علی معہ اردو
محشیٰ مجتبائی۔ ۸ر

سبق الغایات فی نسق الآیات
از حاجی محمد اشرف علی تھانوی
سلمہ اسمین قرآن مجید کی تمام آیتون
اور سورتون کا باہمی ربط بہت
خوبی سے اختصار کے ساتھ کیا ہی ۸ر

دلائل الخیرات مجتبائی مطبوعہ
وہم تقطیع حمائل مجتبائی ایک اشرفی
فی غلطی انعام والی۔ ۱۲ر

مجموعہ قصائد اسمین ۱۳ قصیدے
ومناجاتین اور بہت سی تضمینین اور
اشعار صحابہ کرام رضی کے ہین مجتبائی ۲ر

غوث صمدانی قطب ربانی محبوب سبحانی سیدنا شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے
انکا تھا بہت غلو وافراط وتفریط کرتے ہین اور جو کوئی تخصیص زمانہ اور وقت کا قائل ہوتا ہے اُسکو
کافر وملحد وفاسق وفاجر ٹھہراتے ہین لہذا یہ فقیر خادم اہل سنت وجماعت واسطے ہدایت عوام
مومنین کے یہ رسالہ لکھکر منصفون کی خدمت مین ہدیہ وتحفہ کرتا ہے **فصل** معلوم ہو کہ قبل بحث
لکھنے معنے اس کلمہ کے مناسب ہے کہ معنی لفظ قطب کی ہم تحقیق کرین - یاد رکھنا چاہیے کہ شان
قطب مین کوئی حدیث منصوص نہین ہے لیکن ایک جماعت صوفیہ کرام نے اسکی تصریح کی
ہے شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ ۲۷۰ باب فتوحات مکیہ مین فرماتے ہین اما القطب
فهو عبد الله وعبد الجامع وهو المنعوت بجميع الاسماء تخلقا وتحققا
وهو مرآة الحق وهو مجلى النعوت المقدسة ومحل المظاهر الالهية وصاحب
الوقت وعين الزمان وسر القدر وله علم الدهور الى آخره لیکن قطب وہ
عبداللہ اور عبدالجامع ہے اور وہ جمیع اسماء الٰہیہ کے ساتھ از روے تخلق وتحقق موصوف ہے اور وہ
آئینہ حق ہے اور جلوہ گاہ صفات مقدسہ ومحل مظاہر الٰہیہ ہے اور صاحب وقت وبزرگ زمانہ اور تقدیر کا
بھید ہے اور اوسکو علم زمانہ کا ہوتا ہے تا آخرہ - مولانا عبدالعلی بحر العلوم قدس سرہ شرح مثنوی
شریف مین فرماتے ہین قطب الاقطاب امام ہے اور اُسکے فیض سے عالم کی بقا ہے اور حضور اُسکا
یعنی سامنا اور علم اسکا اللہ جل شانہ کے ساتھ کامل ہوتا ہے تمام اولیا جو اُسکے دائرہ مین داخل ہین اُس سے
فیض پاتے ہین - جو کوئی ولی کسیطرح کا تصرف کرتا ہے اُسیکے فیض ومدد سے کرتا ہے اور
یہ سب اولیاء اللہ صف بصف بقدر اپنے اپنے مرتبون اور درجون کے اُسکی جناب مین حاضر
ہین اُسکا فیض اِن سب پر بقدر مراتب ہوتا ہے اور یہ اولیا بقدر اپنے مرتبون کے اُس سے
مستفیض ہوتے ہین اور ہر ولی اوسیکی امداد سے بقدر اپنے مرتبہ کے تصرف کرتا ہی انتہی
اور یہ بھی لکھا ہے کہ قطب وہ ولی ہے جو حضرت سرور کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و
سلم کے قدم پر ہوتا ہے اور باطن اوس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و ثنای خدا و نعت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و سلم و منقبت آل و اصحاب کرام و مدحت اولیاء
کے بعد کہتا ہی فقیر حقیر سراپا تقصیر امیدوار مغفرت رب کونین سید محمد کاظم حسین نقوی متخلص
بہ شیفتہ ابن مولوی سید خادم حسن مغفور متوطن قصبہ کنتور من مضافات شہر لکھنو وارد حال بلدہ
حیدرآباد دکن کہ رسالہ مسمیٰ بالقول الجلی فی معنی قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی مولفہ عالم باعمل فاضل بی بدل
جناب مولوی محمد سعید خانصاحب ساکن شہر مدراس مفتی مجلس عالیہ عدالت سرکار نظام کا میری نظر
سے گذرا۔ چونکہ رسالہ موصوف کی عبارت فارسی و عربی ہی اور فی زماننا ہندوستان مین اردو
رواج زیادہ ہی اسلیے حقیر نے حسب تحریک بعض احباب دکن باوجود فقدان استعداد و قلت فرصت
اوسکا ترجمہ سلیس اردو مین لکھا۔ او راپنی طرف سے کسی قسم کی بیشی و کمی نہین کی اور نام تاریخی
اس رسالہ کا ایضاح افادیت رکھا گیا۔ ناظرین اہل انصاف سے امید ہے اگر کہین سہو
یا غلطی ملاحظہ کرین اسکو درست فرمائین۔ حمد و صلواۃ کے بعد فرمایا فاضل موصوف نے کہ بعض
جاہل و نافہم لوگ قول قَدَمِی ھٰذِہٖ علیٰ رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ مین جو زبان گوہر فشان

فی العالم ہر ایک قطب دنیا مین ٹھہرتا ہی جس قدر اللہ جل جلالہ نے مقدر کیا ہی مین بعد منسوخ ہوتی ہی اسکی دعوت دوسرے قطب کی دعوت سے جیسا کہ ایک شریعت منسوخ ہوتی ہی دوسری شریعت سے اور مراد لیتا ہون مین اس قطب کی دعوت سے حکم اسکا اور تاثیر اس حکم کی عالم مین انتہی۔ اللہ جل جلالہ قرآن مجید مین حضرت داؤد علی نبینا و علیہ السلام کی نسبت ارشاد فرماتا ہی یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض اے داؤد بتحقیق بنایا ہمنے تجکو نایب حاکم و خلیفہ زمین کا۔ مراد اس خلافت سے خلافت خاص زمانہ داؤد علیہ السلام کی ہی نہ خلافت و حکومت دامی و ابدی۔ حدیث شریف مین حضرت امام مہدی علیہ السلام کی شان مین وارد ہوا ہے فان فیہ خلیفۃ اللہ المہدی بتحقیق خراسان مین خلیفہ یعنی نایب اللہ تعالی کا مہدی ہی۔ مولانا رومی قدس سرہ فرماتے ہین ؎ پس بہر دوری ولیی قایم است ٭ تا قیامت آزمایش دایم است۔ یعنی ہر زمانہ مین ایک ولی قایم ہی اور قیامت تک یہی قیام اسکا چلا گیا۔ مولانا بحر العلوم نے اسکی شرح یون لکھی ہی کہ مراد ولی سے قطب الاقطاب ہے انتہی۔ **فصل اول** جب یہ معلوم ہوا کہ ہر زمانہ مین ایک قطب الاقطاب ہوتا ہی اور اسکی وفات کے بعد اس منصب پر دوسرا قایم ہوتا ہی پس کلمہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی للہ کو زبان قطب سے جاننا چاہیے۔ اور ہر زمانہ مین بعض اقطاب مامور بسکوت ہوتے ہین کہ انکو سواے سکوت کے چارہ نہین ہے اور بعض مامور بگفتار ہوتے ہین کہ انکو سواے گفتار یعنی اپنے اظہار کے سوا چارہ نہین ہے اور یہی شخص مقام قطبیت مین اکمل ہوتا ہے چنانچہ کتاب بہجۃ الاسرار مین ابو الحسن علی قرشی سے منقول ہی قیل لشیخنا ابی سعید القیلوی انا اسمع قال الشیخ عبد القادر قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی للہ باھر ام قالہا باھر لاشک فیہ دہی لسان القطبیۃ ومن الاقطاب فی کل زمان من یومر بالسکوت فلا یسعہ الا السکوت ومنہم من یومر بالقول فلا یسعہ الا القول وھو الاکمل فی مقام القطبیۃ لان لسان الشفاعۃ سوال سی تہا ہمارے شیخ ابی سعید قیلوی سے در انحالیکہ مین سامع تھا کہ آیا کہا شیخ عبد القادر نے بحکم خدا تعالی

اور تمام اولیا اوتاد ابدال نجبا نقبا وغیرہم اسکے دائرہ قطبیت مین داخل ہین ان سبکو
قطب ہی سے فیض پہنچتا ہے مگر افراد کہ قطب کے دائرہ سے خارج ہین انتہی۔ اور قطب
الاقطاب تمام اولیا مین ایک ہوتا ہی اور اُسکو قطب مدار و غوث بھی کہتے ہین۔ اور یہ قول
شیخ اکبر کا ہی چنانچہ ۲۷۰ باب فتوحات مین فرماتے ہین القطب لا یکون الا واحد وھو
الغوث ایضا وسید الجماعۃ فی زمانہ انتہی۔ قطب نہین ہوتا ہی مگر ایک اور
وہی غوث بھی ہے اور وہی سردار جماعت کا ہے اپنے زمانہ مین انتہی۔ بعض محققین کے نزدیک
غوث سوائے قطب مدار کے ہے بعض امور مین قطب اُس سے مدد چاہتا ہے اور قایم کرنے مناصب
ابدال مین اُسکو بھی دخل ہے۔ جاننا چاہیے کہ ہر زمانہ مین تا قیام قیامت ایک قطب قایم رہیگا
کہ اوسی سے عالم کا قیام ہوگا۔ اور اوسکو خلوت خاص خدا تعالی سے رہتی ہی اور اُسکی
حیات مین سوا اُسکے دوسرےکو یہ مرتبہ حاصل نہین ہوتا ہے جب قطب کی وفات ہوتی
ہی تو دوسرا اوسکی جگہہ پر قایم ہوتا ہی اور پہلے کی دعوت دوسرے کی دعوت سے منسوخ ہوتی
ہی شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ ۵۵۲ باب فتوحات مین لکھتے ہین ومن خصائص
القطب ان یخلی باللہ تعالی وحدہ ولا یکون ھذہ المرتبہ لغیرہ من
الاولیاء ابدا ثم اذا مات ذلک القطب الغوث انفرد اللہ تعالی بذلک
الخلوۃ لقطب اخر لا ینفرد قط بالخلوۃ لشخصین فی زمان واحد ابدا۔
خصائص قطب سے یہ بات ہی کہ تنہا اوسیکو اللہ تعالی سے خلوت رہتی ہی یہ مرتبہ کسی دوسرےکو
کبھی حاصل نہین ہوتا ہی جسوقت وفات پاتا ہی یہ قطب غوث خاص کرتا ہی اللہ تعالی اپنے
خلوت کو واسطے دوسرے قطب کے اور ہمیشہ یہ خلوت واسطے دو شخصونکے ایک زمانہ مین کبھی
نہین ہوتی ہی اور فتوحات کے باب ۴۶۳ مین لکھا ہے ان کل قطب یمکث فی
العالم الذی ھو فیہ علی حسب ما قدر اللہ عز وجل ثم تنسخ دعوتہ بدعوۃ
اخری کما تنسخ الشرائع بالشرائع واعنی بالدعوۃ ما للقطب من الحکم والتاثیر

هی مفصحة عن مقام الفردیه فی وقته قلت فلکل وقت فرد قال لم یومر احد منهم ان یقول هذا القول سوی الشیخ عبد القادر قلت او امر بقولها قال بلی قدامر وانما وضعت الاولیاء کلهم رؤسهم لمکان الامر الاتری الی الملائکة لم یسجدوا لادم علیه الصلوٰة والسلام الا لورود الامر علیهم بذلک کہا مین نے اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر سے کہ اس کلمہ کے کیا معنی ہین جواب دیا شیخ عدی نے کہ یہ کلمہ مقام فردیت سے جو وقت خود بے خبر دیتا ہے اور اسکی تصریح کرتا ہے پھر کہا مین نے کہ فرد تو ہر زمانہ مین ہوتا ہے مگر کسینے کبھی یہ کلمہ نہین کہا شیخ عدی نے جواب دیا کہ سوای شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کے کوئی فرد آجتک محکوم اور ماموٗ نہین ہوا کہ یہ کلمہ کہے۔ پھر مین نے پوچھا کہ آیا شیخ رضی اللہ عنہ یہ کلمہ کہنے کے محکوم ہوے تھے شیخ عدی نے کہا کہ ہان بیشک حکم کئے گئے تھے اور اس زمانہ کے تمام اولیا نے واسطے تعظیم وبجا آوری اسی حکم کے اپنے سرون کو جھکا دیا تھا۔ اسبات کو خیال کرو کہ ملائکہ نے جو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا وہ محض بصدور حکم الٰہی تھا کہ اون پر سجدہ کیو اسطے حکم ہوا تھا انتہی۔ جبکہ اس کلمہ سے فردیت کا اظہار مقصود ہوا تو اس روایت سے بھی تخصیص وتقیید ثابت ہوئی کہ فرد ہر زمانہ اور وقت مین ہوتا ہے اور یہی سبب ہے کا کابر اولیا نے تخصیص قدم کی اولیاء موجودہ زمانہ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کے گردنون پر مراد لی ہے امام شعرانی نے کتاب لطائف المنن مین لکھا ہے کان الشیخ عبد القادر الجیلی یقول قدمی ھذا علی رقبة کل ولی للہ عزوجل یعنی من اھل عصرہٖ۔

شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میرا قدم تمام اولیاء کی گردنون پر ہے یعنی ان کے زمانہ کے اولیاء کی گردنون پر۔ شیخ عبد الحق دہلوی قدس سرہ اخبار الاخیار مین احوال حضرت غوث پاک مین لکھتے ہین کہ تمام خلایق کے دلون مین اونکی ہیبت وعظمت سماگئی تھی اور ان کے دلون کو مسخر وفرمان بردار کرلیا تھا۔ اور

اسبات کو کہ یہ قدم میرا اوپر گردن ہر ولی اللہ کے ہے۔ میرے شیخ نے جواب دیا کہ کہا شیخ عبدالقادر نے اس کلمہ بحکم خدا تعالیٰ اور اسمین شک نہین ہے بلکہ یہ کلمہ شان قطبیت سے ہی اور ہر زمانہ مین بعض قطب مامور بسکوت کئے گئے ہین ان کو سوائے سکوت کے گزیر نہین اور بعض مامور بگفتار کئے گئے ہین پس ان کو سوائے گفتار کے سکوت کی طاقت نہین ہی اور یہی مقام قطبیت مین اکمل ہی اسواسطے کہ شفاعت کی زبان ہی انتہی۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ صدور اس کلمہ کا بوجہ قطبیت کے ہی اور اقطاب مین تفاضل جائز ہے یعنی بعض افضل ہوتے ہین بعض سے اور شیخ محی الدین القادر جیلانی رضی اللہ عنہ افضل و اکمل اقطاب سے ہین اسی وجہ سے فرمایا ہے قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی للہ دوسری روایت بہجۃ الاسرار مین شیخ خلیفہ اکبر سے ہی وہ کہتے ہین۔ رائیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ قد قال الشیخ عبد القادر قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی للہ فقال صدق الشیخ عبد القادر وکیف لا وھو القطب انا ارعاہ دیکھا مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پس عرض کی مین نے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتحقیق کہا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے یہ میرا قدم اوپر گردن ہر ولی اللہ کے ہے پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سچا ہے شیخ عبد القادر شیخ موصوف کہتے ہین کیونکہ یہ بات نہو حال یہ ہے کہ شیخ رضی اللہ عنہ قطب ہین اور ہم سب ان کی نگاہ رکھنے والون یعنی ادب کرنیوالون مین ہین۔ کتاب مذکور مین یہ بھی روایت ہے کہ تاج العارفین ابو الوفا قدس سرہ نے کہا ہی فتوضع لہ رقاب الاولیاء فی عصرہ اذھو قطبھم خم ہوگئین اسکے واسطے گردنین اسکے زمانہ کے اولیاء کی اس لیے کہ وہ قطب ان سب کا تھا۔ ان روایات سے بھی صدور اس کلمہ کا بوجہ قطبیت کے ظاہر ہوتا ہے چونکہ قطب اپنے وقت و زمانہ کا قطب ہوتا ہے پس یہ کلمہ بھی اسی زمانہ کے اولیاء کیواسطے محصور ہے۔ اور اس کلمہ کے معنی و مقصود کے باب مین بہجۃ الاسرار مین شیخ ابو البرکات بن صخر سے منقول ہی وہ کہتے ہین قلت لعمی الشیخ عدی بن مسافر فما معنا ھا قال

اور کہتا ہے میرا یہ قدم تمام اولیا کی گردنون پر ہے اور تو دیکھ رہا ہے اپنے اولیاء وقت کو کہ تحقیق اون سب نے واسطے تعظیم و اجلال و بجا آوری تیرے حکم کے اپنی گردنین جھکا دی ہین انتہی۔ مصنف اصل رسالہ کہتے ہین اس روایت مین ایک قصہ طولانی ہی اور یہ روایت اسبات پر دلیل ہے کہ بزرگون کے ساتھ ادب سے پیش آنا چاہیے۔ اسیطرح بہجۃ الاسرار کی اکثر روایتون مین قید وقت و زمانہ کی مذکور ہے جو تخصیص پر دلالت کرتی ہی۔ اور یہ قید احترازی ہی یعنی تعمیم سے احتراز ہے کہ وہ مراد نہین قید اتفاقی نہین ہی جیسا بعضون نے گمان کیا ہے اسواسطے کہ اگر یہہ حکم ماقبل کے اولیاء پر جایز رکھا جاوے تو اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو بھی شامل ہوگا جو بالاجماع حضرت شیخ رضی اللہ عنہ اور دوسرے اولیا سے افضل و بہتر ہین۔ علاوہ اسکے شایقین مین بعض اجداد و مشائخ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کے ہین کہ بصورت تعمیم وہ سب اس حکم مین شامل ہو جاتینگے کہ باعتبار حسن ادب مستثنی ہونا متقدمین کا لازم ہے۔ اور مابعد زمانہ شیخ رضی اللہ عنہ مین حضرت امام مہدی علیہ السلام ہین کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی تشریف آوری کی بشارت دی ہے اور خلیفہ اللہ فرمایا ہے۔ حدیث شریف مین وارد ہوا ہے مثل امتی مثل المطر لا یدری اولہم خیر ام آخرہم رواہ احمد والترمذی عن انس رضی اللہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال میری امت کی مانند پانی کے ہے کوئی نہین جان سکتا کہ پہلے اون کے بہتر ہین یا پچھلے اُنکے بہتر ہین۔ روایت کی احمد و ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے انتہی۔ پس جائز ہی کہ جو متاخر ہی شیخ رضی اللہ عنہ سے وہ شیخ رضی اللہ عنہ افضل ہو۔

فصل دویم واضح رہے کہ جسوقت یہ کلمہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی زبان سے نکلا تمام اولیائے کبار زمانہ نے جو اسوقت موجود تھے اپنی اپنی گردنین جھکا دین اور علامت خضوع و عاجزی کی ان پر ظاہر ہوئی اور بسبب جھکانے گردنون کے اون کے دلون کا نور بڑھگیا اور اون کے علوم مین برکت و رفعت

کسی ولی وقت کو ان کے دم قدم سے نے اپنے دائرہ حکم سے باہر نہین چھوڑا تھا یہانتک کہ اللہ جلشانہ نے ان کو کلمہ قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی للہ کہنے پر مامور کیا اور حکم دیا اور تمام اولیاے وقت نے کیا حاضر کیا غائب کیا قریب گیا بعید کیا ظاہر کیا باطن واسطے اطاعت و انقیاد کے اپنے سرون کو جھکا دیا دوسبب سے ایک بخوف مردود ہوجانے کے دوسرے بطمع مراتب و درجات بڑہنے کے پس شیخ رضی اللہ عنہ اپنے وقت مین قطب تھے انتہی۔ شارح فتوح الغیب مدح شیخ رضی اللہ عنہ مین کہتے ہین وضع قدمہ علی رقبۃ اولیاء وقتہ شیخ رضی اللہ عنہ نے اپنا قدم اولیاے وقت کی گردنون پر رکھا انتہی بہجۃ الاسرار مین شیخ احمد دباس سے حضرت غوث الاعظم کی شان مین منقول ہے ان لھذا العجمی فی وقتہ قدم تعلو علی رقاب الاولیاء فی ذلک الوقت ولیومرن ان یقول قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی للہ ولیقولن ولتوضعن رقاب الاولیاء فی زمانہ بہ تحقیق واسطے اس عجمی یعنی شیخ رضی اللہ عنہ کے ایسا قدم ہوگا کہ اولیاء وقت کی گردنون پر بلند کیا جائیگا اور مامور ہوگا یہ عجمی قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی للہ کہنے اور ہر آئینہ کہیگا اس کلمہ کو اور واسطے امتثال امر کے جھک جائینگی گردنین اون اولیا کی جو اوسوقت موجود ہونگے انتہی۔ اس کلام سے توقیت سمجھی جاتی ہے اسلیے کہ دو تین جگہہ پر وقت و زمانہ کی قید واقع ہوئی ہے اور خود حضرت غوث پاک سے بطور مخاطبہ نفس بہجۃ الاسرار مین منقول ہے یا عبد القادر لقد رضیت اللہ ورسولہ بادبک کانی اریک ببغداد وقد صعدت علی الکرسی متکلما علی الملاء وقلت قدمی ھذہ علی رقبہ کل ولی للہ وکانی اری الاولیاء فی وقتک قد حنوا رقابہم اجلالا لک اے عبد القادر بتحقیق راضی کیا تو نے اپنے ادب سے اللہ پاک اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مین دیکھتا ہون تجکو بغداد مین حالانکہ تو چڑہا ہے کرسی پر اور کلام کرتا ہے مردم اطراف سے

ولیاے ماقبل و مابعد اسس حکم مین داخل نہین ہین اگر داخل ہوتے تو داخل ہونیکی تمنا و آرزو کیون کرتے۔ پس بعض اہل طریقہ قادریہ جو اس کلمہ کے معنی ہین تعمیم کرتے ہین اور شیخ رضی اللہ عنہ کے قدم کو اولیاے اولین و آخرین کی گردنون پر خیال کرتے ہین اون کے کلام کی سند کلام اولیاے محققین سے ثابت نہین ہے۔ نہایت کار یہ ہے کہ صاحب زبدۃ الاسرار کا قول نہایت معتمد و مستند اون کا ہے لما ثبت انہ

صادق فی قولہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ رمامور بہ وھو عام فی کل فرد من الاولیاء لا دلالۃ فیہ علی تخصیص اھل الزمان

جب یہ بات ثابت ہوئی کہ شیخ رضی اللہ عنہ اپنے قول قدمی ہذہ الخ مین سچے ہین اور اس کہنے پر مامور کئے گئے ہین پس یہ قول عام و شامل ہے اولیا کے ہر فرد اور تخصیص اہل زمانہ پر دلالت نہین کرتا ہے انتہی۔ مصنف اصل رسالہ کہتے ہین کہ اس کتاب کو حضرت شیخ عبد الحق دہلوی علیہ الرحمۃ کی طرف منسوب کیا ہی لیکن زبدۃ الآثار منتخب بہجۃ الاسرار شیخ موصوف سے معروف و مشہور ہے اور فہرست کتب مولفہ شیخ موصوف اخبار الاخیار مین داخل و مسطور ہے۔ و درصورتیکہ کتاب زبدۃ الاسرار شیخ موصوف کی تصنیفات سے صحیح ہو تو شیخ موصوف کے اقوال مین تعارض ہوگا جو کچھ ہمنے اوپر نقل کیا ہے۔ مگر وہ لوگ یہ کہین کہ مراد شیخ کی لفظ قدمی سے قدم حقیقی نہین ہے بلکہ مجازاً تفوق مراد ہے اسواسطے کہ افضلیت و اکملیت و تفوق کا ذکر اوپر ہو چکا ہے لیکن یہ امر قابل تسلیم نہین ہے کیونکہ اس مین وہ بات ہے جو لایق بحث ہے واللہ اعلم۔ تعمیم کرنے والون کی ایک اور روایت قابل غور ہے غلطی پر آگاہ کر دینے کے واسطے اس جگہہ اسکی نقل کرتے ہین کہ ملا محمد صادق اورنگ آبادی کتاب خوارق الاحباب فی معرفۃ الاقطاب مین نقل کرتے ہین۔ سئل عن الخواجہ بہاء الدین قدس سرہ عن قولہ رضی اللہ عنہ قدمی ھذہ ھل ھو

زیادہ ہوئی۔ اس مین بھید یہ تھا کہ شیخ رضی اللہ عنہ کی قطبیت کاملہ و بلندی شان
ورفعت مکان سے آگاہ ہوکر اُنکے انقیاد و اطاعت سے سرسبز نہین پھرا اور یہی وجہ ہے
کہ اولیاء و ابدال و اوتاد بعد صدور اس کلمہ کے اس طرح تحیت ادا کرتے تھے السلام
علیک یا ملک الزمان و یا امام المکان و یا من السماء و الارض مائدۃ له و اهل وقته کلهم
عائلته الخ سلام ہو تجھپر بادشاہ زمانہ کے اور اے وہ شخص کہ آسمان و زمین تیرے خوان
نعمت ہین اور جو تیرے وقت مین موجود ہین وہ سب تیرے روزی خوار ہین الخ۔
پس یہ سب مراتب اون لوگون سے متعلق ہین جو شیخ رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین موجود
تھے۔ متقدمین و متاخرین کو اس مین کچھ دخل نہین ہے۔ بہجۃ الاسرار مین شیخ عقیل منبجی
قدس سرہ سے قطب وقت کے احوال مین منقول ہے کہ عنقریب ظاہر ہوگا یہان ایک
جوان شریف عجمی جو ہدایت و پند و نصیحت کریگا بغداد کے لوگون کو وہ اپنے وقت کا قطب ہے
اور کہیگا میرا قدم تمام اولیا کی گردنون پر ہے پس جھکا دینگے اولیا اپنی گردنین اُسکی
تعظیم کیواسطے اگر مین اوس کے زمانہ مین ہوتا تو ضرور اپنا سر جھکا دیتا۔ انتہی۔ کتاب
مجالس صادقیہ مین لکھا ہے ذکر السید آدم البنوری النقشبندی قدس سرہ
فی نکات الاسرار جری یوما فی مجلس الشیخ فرید گنجشکر قدس سرہ ذکر
مقولہ محبوب سبحانی قدمی هذہ علی رقبۃ کل ولی للہ تعالے
لو کنت فی زمانہ لوضعت قدمہ علی حدقۃ عینی الخ انتہی
ذکر کیا سید آدم بنوری قدس سرہ نے نکات الاسرار مین کہ ایک دن مجلس شیخ فرید الدین
گنجشکر قدس سرہ کی مجلس مین ذکر ہوا کلام حضرت شیخ محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ
کا کہ یہ قدم میرا اوپر گردن تمام اولیاء اللہ کے ہے۔ پس فرمایا حضرت فرید الدین
گنجشکر قدس سرہ نے اگر مین ہوتا اون کے زمانہ مین بتحقیق رکھتا مین قدم اون کا
اپنی آنکھون کی پتلی پر انتہی۔ پس یہ دونون روایتین تقسیم کرنے والون پر حجت ہین کہ

افصح سمجھکر یہ کہتے ہین کہ اس جگہہ لفظ قدمی حقیقی معنون پر نہین ہے بلکہ مجازی معنون پر
مستعمل ہے یعنی طریقہ حمیدہ یا عبادت عظیمہ یا ادب جمیل اور ما نند اسکے مقصود ہے کتاب
قلاید الجواہر مین لکھا ہے قال الشیخ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی للہ لانہ کان
لم یعرف فی عصرہ من کان یساریہ فی الجمع من ھذہ الکمالات والغرض تعظیم
شانہ وھو بلا شک یستحق التعظیم وقال بعضھم القدم ھنا مجاز لاحقیقی
المناسب للادب والممکن عموم وقوعہ ولیقال عن الطریقۃ قدم یقال
فلان علی قدم حمید ای طریقۃ حمیدۃ او عبادۃ عظیمۃ او ادب جمیل
ونحو ذالک والمعنی بہ ان طریقتہ وقربہ ونحلہ اعلی طریق وقرب فی حال
انتہائھم واما القدم الحقیقۃ فاللہ اعلم انہ غیر مراد الشیخ لعدم مناسبۃ
من وجوہ منھا ما سلف من رعایۃ الادب الذی یبنی علیہ الطریق
اشار الجنید رضی اللہ عنہ وغیرہ ومنھا ان المناسب لمقام ھذا العارف
الولی العظیم الشان اخذ کلامہ علی افصح وافعل ما یمکن صرفہ الیہ ما و
مایکون فی ذلک ما ابینہ تحریرہ واما ما قیل مثل ذلک من قول بعضھم
قدمائی ونحو ذلک فاللہ اعلم بہ ھذا اما ظہر واللہ اعلم بالصواب
ترجمہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے جو یہ فرمایا کہ میرا قدم سب ولیاء کی گردنون پر ہے
اسکا سبب یہ تھا کہ آپ اپنے وقت مین جمع ہونے کمالات مین کسیکو اپنی برابر نہین جانتے
تھے اور غرض اس قول سے محض تعظیم و بزرگی اپنے مرتبہ کی تھی اور بلا شبہہ آپ مستحق ہرگونہ
تعظیم کے تھے۔ اور بعضون نے کہا ہے اس مقام پر قدم حقیقی مراد نہین ہے بلکہ مجازی مراد ہے
سواسطے کہ ادب کے ساتھ مناسب ہے اور عموم و توع اس مجاز کا ممکن ہے۔ اور قدم سے
طریقہ مراد لیا جاتا ہے محاورۂ عرب مین بولتے ہین کہ فلان شخص قدم حمید پر ہے یعنی
اچھے طریقہ پر ہے یا عبادت عظیمہ یا آداب نیک اور مثل اسکے۔ اور مقصود قدم سے یہ ہے کہ

مخصوص باولیاءِ زمانہ قال کلا لا یفہم منہ التخصیص وشیخنا ابو یوسف الہمدانی کان ممن وضعوا الرقاب بصو بہاؤ الدین یقول قدمہ علی عینی اعلیٰ بصر بصیر لی سوال کیا گیا خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ سے کہ آیا قول شیخ رضی اللہ عنہ کا قدمی ہذہ الخ مخصوص واسطے اولیاے موجودہ زمانہ شیخ رضی اللہ عنہ کے ہے جواب دیا خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ نے کہ ہرگز اوس قول سے تخصیص نہین سمجھی جاتی ہے۔ اور ہمارے شیخ ابو یوسف ہمدانی اُن شخصون سے ہین جنھون نے اپنی گردنین جھکائی تھین۔ اور خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ کہتے تھے کہ قدم شیخ رضی اللہ عنہ کا میری آنکھون پر اور آنکھون کی بینائی پر ہے انتہیٰ۔ مصنف اصل رسالہ کہتے ہین کہ ذکر اس قول خواجہ بہاؤ الدین کا انکی کسی کتاب مناقب وملفوظات مین نہین لکھا ہے معہذا اس روایت کی صحت مین کلام ہے اسلیے کہ اہل تاریخ نے ذکر کیا ہے کہ شیخ ابو یوسف ہمدانی نے ۵۵۳ھ ہجری مین وفات پائی اور یہ کلام حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا جیسا کہ صاحب محاکمہ نے لکھا ہے بتاریخ ستائوین رجب ۵۵۳ھ ہجری مین واقع ہوا ہے۔ پس شیخ ابو یوسف وقت کہنے اس کلام کے زندہ نہ تھے تاکہ گردن رکھنے والون کی جماعت مین شامل وشمار کیے جائین۔ بلکہ بہجۃ الاسرار مین لکھا ہے کہ شیخ رضی اللہ عنہ واسطے ملاقات ابو یوسف ہمدانی کے گئے تھے۔ فرمایا شیخ رضی اللہ عنہ نے کہ انھون نے میرا تمام حال مجھسے بیان کردیا اور مجھپر سب مشکلین کھل گئین اس وجہ سے شیخ موصوف حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے شیوخ مین داخل ہوتے ہین۔ واللہ اعلم

فصل سیوم

جاننا چاہیے کہ یہ سب بحث وگفتگو اس صورت مین تھی کہ قدم کے معنے حقیقی یعنی ایک عضو انسانی کی مراد لیجائین بعض علماء خیال حسن ادب ومناسب مرتبہ اس عارف عظیم الشان حضرت غوث الاعظم کے انکے کلام کو

الحق فاعلا وكون العبد آلة فصار هو الله تعالى متكلما بلسانه رضي الله
عنه قدمي هذه على رقبة كل ولي الله ترجمہ متکلم اس کلام کا اللہ جل شانہ ہے
جیسا کہ قول شیخ ماجد کردی و شیخ مطر باذرانی قدس سرہما کا اسطرف اشارہ کرتا ہے
وہ دولون بزرگ فرماتے ہین کہ جسوقت کہا شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ نے میرا قدم تمام
اولیا کی گردنون پر ہے اوسوقت باقی نرہا زمین پر کوئی ولی جسنے اپنی گردن نہ جھکائی ہو
واسطے عاجزی کرنیکے اللہ کی درگاہ مین۔ پس اس مین پوشیدہ اشارہ یہ ہے کہ مانند آتش
درخت موسی علیہ السلام کے اللہ تعالی اس کلام کا متکلم ہے اسواسطے کہ کہا آن دولون
بزرگون نے تواضعا للہ اور نہ کہا تواضعا لہ۔ اور بہجۃ الاسرار و نفحات الانس سے اوپر
بیان ہوچکا ہے متجلی ہونا خدا تعالی کا اوسوقت شیخ رضی اللہ عنہ کے دل پر پس جسوقت
متجلی ہوا خدا تعالی اسپر سست و مضمحل ہوگئین تاریکیا بشریت کی اور سے لیا شیخ رضی اللہ
عنہ کو تجلی نور خدا نے بیچ اپنے اور بسبب نور کے غالب ہوا ظہور خدا تعالی کا شیخ رضی اللہ عنہ
پر جیسے یہ بات قرب فرائض مین ہوتی ہے کہ اللہ جل جلالہ فاعل ہوتا ہے اور بندہ آدائے فرائض کا
آلہ ہوتا ہے پس اللہ تعالی ہی تھا کلام کرنیوالا شیخ رضی اللہ عنہ کی زبان سے کہ یہ میرا قدم
تمام اولیا کی گردن پر ہے انتہی۔ مصنف اصل رسالہ کہتے ہین کہ یہ تاویل ندیہ میر محمد صادق
کا ہے کلام محققین سے ثابت نہین ہے اور قول ان کا تواضعا للہ بھی نسخہ کی غلطی ہے اسلئے
کہ نسخہ بہجۃ الاسرار وغیرہ مین تواضعا لہ لکھا ہے اور صاحب مناقب نے ترجمہ اسکا فارسی
مین (برای فروتنی از وی و اعتراف بمرتبہ وی) لکھا ہے اور مراد قدم مین جو میر محمد صادق نے
لکھا ہے کہ معنی قدمی هذه کے یہ ہین کہ یہ درجہ و مقام میرا جسپر مین ہون وہ مقام فردیت و
محبوبیت کا ہے جو جملہ اولیا کے مراتب و درجات پر فائق ہے اسطرح پر کہ جو کمتر درجہ اسکا ہے آن
سب اولیا کا وہ اعلی درجہ ہے باعتبار ظاہر مثل و قدم و رتبہ کے۔ مصنف اصل رسالہ کہتے
ہین کہ اس تاویل مین جمیع اولیا سے وقت کے مدارج پر فوقیت مراد لینی چاہیے نہ اولیا کے

طریقہ و قرب و کشائش شیخ رضی اللہ عنہ کا بحالت انتہا بر ترین طریق و قرب و کشائش
کے ہے۔ لیکن قدم حقیقی پس اللہ دانا تر ہے کہ شیخ رضی اللہ عنہ کی مراد نہین ہی کسی وجہ ولیسے
ایک یہ کہ مراعات ادب جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے ہونی چاہیے چنانچہ حضرت جنید رضی
وغیرہ نے بیان کیا ہے۔ دوسرے یہ کہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے مرتبہ عظیم الشان
کے مناسب یہی ہے کہ انکے کلام سے بہت فصیح معنے مراد لئے جائین جنمین حصر ممکن نہ ہو
یعنی عموم ہو اور یہ اولی ہے نسبت ان معنون کے جن مین حصر ہو اور تاویل سے ظاہر
ہون اور جو بعضون نے کہا ہے کہ اس کلام مین لفظ قدم اور مانند اسکے واقع پس اللہ
تعالی اسکا دانا تر ہے ظاہر اور مشہور تو قدمی ہذہ ہے اور اللہ بڑا جاننے والا ہے پوشیدہ
چیزون کا انتہی۔ اس قول سے ظاہر ہوا کہ قدم یا بمعنے حقیقی ہے جو انکے اولیا عصر کی
گردنون پر ہے یا بمعنی طریقہ وغیرہ کے مجاز ہے اس صورت مین اگر کوئی بلحاظ ادب اسکے
مجازی معنی کہے یا اولیاے زمانہ شیخ رضی اللہ عنہ کے لئے مخصوص کرے شرعاً کوئی
محذور لازم نہین آتا ہے و نہ موجب امر شنیع کا ہوگا جسپر فسق و کفر کا حکم دیا جاے نعوذ باللہ۔
میر محمد صادق اورنگ آبادی نے تحائف صادقیہ مین دوسری راہ اختیار کی ہے وہ کہتے ہین ج
المتکلم بہ هو اللہ تعالی کما اشار الیہ قول الشیخ صفحہ ۲ جلد ۱ الکبردی والشیخ
مظہر البازدرانی رضی اللہ عنہما حیث قال کما قال الشیخ عبد القادر رضی اللہ
قدمی هذہ علی رقبة کل ولی اللہ لم یبق للہ ولی فی الارض فی ذلک
الوقت الا حنی عنقہ تواضعاً للہ تعالی ولم یتوسلا لو ضعالہ فضلہ اشارۃ
خفیة الی انہ تعالی کان هو المتکلم بہ کنار شجرۃ موسی علیہ السلام رقد
تقدم ما فی الحجة الاسرار و نفحات الانس من انہ تعالی کان متجلیا علی
قلبہ فی ذلک الوقت ولما تجلی ربہ علیہ اضمحل ظلام بشریتہ واشتد تجلی
نورہ وغلبة ظهورہ بہ کما هو مقتضی قرب الفرائض المعبر عنہ بکون

نبينا صلى الله عليه وسلم ولا على من مكان في زمانهم من غير عالميهم
كالملائكة المقربين والمنكر وبين كجبريل وميكائيل واسرافيل وملك الموت
ومنكر ونكير - قال الطيبي في حاشية الكشاف العالم اذا اطلق يبادر الذهن
الى السماء والارض وما بينهما عرفا لانه المشاهد دون ما غاب عن الابصار
مما سائر الملكوت **ومنها** قوله تعالى قال اغير الله ابغيكم الها وهو فضلكم
على العالمين - قال الشيخ سعد الدين في حاشية الكشاف اي على جميع من سواكم
الا ما يخصه العقل من الانبياء والملائكة **ومنها** قوله تعالى ولقد اخترناهم
على علم على العالمين - قال العراقي في تفسيره حدثنا ورقاء عن ابن ابي نجيح
عن مجاهد في قوله تعالى ولقد اخترناهم على علم على العالمين قال فضلناهم
على من بين ظهرهم اخرجه ابن جرير وابن المنذر وابن ابي حاتم في تفاسيرهم و
قال الامام الشافعي رضي الله اذا جاءك التفسير فحسبك به وقال عبد بن
حميد في تفسيره حدثنا عن قتادة في قوله تعالى ولقد اخترناهم على علم
على العالمين قال اخترناهم على العالم الذي كانوا فيه ولكل زمان عالم **ومنها**
قوله تعالى واذ قالت الملائكة يا مريم ان الله اصطفاك وطهرك واصطفاك
على نساء العالمين اخرج ابن ابي الدنيا عن السدي في قوله تعالى واصطفاك
على نساء العالمين قال على نساء ذلك الزمان الذي هي فيه - **ومنها** قوله تعالى
ريح فيها عذاب اليم تدمر كل شيء بامر ربها اطبق العلماء على ان هذا
من العام المراد به الخصوص لانها لم تدمر الملائكة ولا العرش ولا الكرسي
ولا السموات ولا الارض ولا الجبال ولا بقية من كان في الارض من البشر سوى
عاد **ومنها** قوله تعالى اني وجدت امرأة تملكهم واوتيت من كل شيء
اطبقوا على ان المراد من كل شيء يؤتاه جنسها من الملوك لا من كل شيء

اولین و آخرین پر اسواسطے کہ نادانستہ کو دانستہ جاننا ہے اور کلام منصوص و
مدلل نہین ہے کہ بزرگون سے ثابت ہوا ہو واللہ اعلم **فصل چہارم** مصنف اصل رسالہ
کہتے ہین کہ دیکھا مین نے کتاب صواعق علی النواعق مولفہ شیخ الامام علامہ الہمام حافظ
العصر وحید الدہر مولانا جلال الدین عبد الرحمن سیوطی رحمۃ اللہ عنہ مین کہ وہ فرماتے
ہین ومن ذلك ما اثر عن الشيخ عبد القادر الجيلانی رضی اللہ عنہ انہ
قال قدمی ہذہ علے رقبۃ کل ولی للہ وانہ کان یقول انا سیاف انا
قتال فمن شاء فلیجرب وقولہ انا بلبل الافراخ املاء دوحہا طرب فی العلا
اعلی منصب اور اسیطرح ہے جو نقل کیا گیا ہے شیخ عبد القادر گیلانی رضی اللہ عنہ سے کہ قدم
میرا کل اولیا کی گردنون پر ہے یا قول ان کا مین بڑا تلوار مارنے ہون مین بڑا
قتل کرنے والا ہون جو شخص چاہے آزمایش کرے یا قول ان کا مین فصیح بلبل
ہون میرا مقام طوبے کی شاخون سے بلند ہے۔
بعد اسکے سیوطی علیہ الرحمہ نے چند اقوال دوسرون کی مانند اقوال مذکورہ بالا لکھکر
وجوہ تخصیص معانی اسطرح پر بیان کیا ہے اطبق المحققون علے ان مثل ہذہ العبارۃ
اذا اطلقت انما تنصرف الی اہل عالم القائل او المقول فیہ او الی اہل زمانہ
فقط ولا یدخل فیہا اہل عالم اخر ولا اہل زمان اخر ومنہم من جعل ذلك
اصطلاحا ومنہم من قال ہو موکول الی التخصیص العقلی وحاصلہ انہ من
العام المراد بہ الخصوص الذی تقرر بیانہ وعلم فی اصول الفقہ
وذکروا لذلك امثلۃ وشہرہا عندہم قولہ تعالے یا بنی اسرائیل اذکروا
نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علے العالمین۔ اطبق العلماء من المفسرین
وغیرہم علے ان المراد علے عالمی زمانہم اذ من المقطوع بہ انہم لم یفضلوا
من تقدمہم من الانبیاء ولا من جاء بعدہم منہم ولا علے امۃ

حدثنا شريك عن ابی اسحق عن عاصم بن ضمرة قال خطب الحسن بن علی رضی الله عنهما حين قتل علی رضی الله فقال لقد كان بين اظهركم رجل قتل الليلة لم يسبقه الاولون بعلم ولا يدركه الاخرون كان النبی صلی الله عليه وسلم اذا بعثه فی سرية كان جبريل عن يمينه وميكائيل عن يساره فلا يرجع حتی يفتح الله عليه وقال حدثنا عبد الله بن نمير عن اسمعيل بن ابی خالد عن هبيرة بن مريم قال سمعت الحسن بن علی رضی الله عنهما قال خطبنا فخطب الناس فقال ايها الناس لقد فارقكم امس رجل ما سبقه الاولون ولا يدركه الاخرون وقال ثنا وكيع عن اسرائيل عن عمرو بن حبشی قال خطبنا الحسن ابن علی رضی الله عنهما بعد وفاة علی فقال لقد فارقكم رجل بالامس لم يسبقه الاولون بعلم ولا يدركه الاخرون فهذا الكلام من الحسن ابن بنت النبی صلی الله عليه وسلم من انما المراد به الخصوص قطعا فان العقل يخص من لفظ الاولين سيد المرسلين صلی الله عليه وسلم وسائر الانبياء وجبرئيل الجائی بالوحی وسائر الملئكة علی الجميع صلوة الله وسلامه فلم يقصد الحسن تفضيل ابيه فی العلم علی احد من هؤلاء ولا مساواته له معاذ الله بل ولا تفضيله علی ابی بكر وعمر رضی الله عنهما وانما اراد من سوی هؤلاء لا يمتری فی ذلك عاقل وكذلك يخص من قوله ولا يدركه الاخرون عيسی بن مريم عليهما السلام وكل هذا موكول الی تخصيص العقل لا يحتاج الی التصريح به اذ لا يمتری فيه عاقل وانما يتوهم دخول مثل ذلك فی اللفظ من اشتدت مراقبته فی الجهل ولم يكن له خبرة باساليب الكلام ولا اطلاع عن عبارات العلماء وتحقيقاتهم ولا علم بقواعد اصول الفقه وعلوم البلاغة ومن هو بهذه المثابة لا يلتفت الی توهماته الفاسدة بل يترك هذيانه ينعق مع الناعقين بل ينهق مع الناهقين

على الاطلاق فانها لم تؤتوا ما اوتيه سليمان عليه السلام ومنها قوله تعالى
الذين قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لكم وقوله تعالى ام يحسدون
الناس على ما اتاهم الله من فضله وقوله تعالى ثم افيضوا من حيث
افاض الناس كلها من العام المراد به الخصوص ومنها قوله تعالى
لا اله الا هو خالق كل شئ اجمعوا على انها مخصصة بالعقل فان الذات
المقدسة والصفات الشريفة لا جل جلاله غير داخله في هذه الاية
ومنها كل شئ هالك الا وجهه اطبقوا على انه خص منها العرش
والكرسي والجنة والنار وما فيها والارواح اومثله ومنها قوله صلى الله
عليه وآله وسلم ارايتكم ليلتكم هذه فان على راس مائة سنة منها لا يبقى
ممن هو اليوم على ظهر الارض احد اخرجه البخاري اطبقوا على ان هذا الكلام خاص
بمن هو في عالم الشهادة الذي بين ظهر الناس دون من هو في عالم الغيب
كالخضر والياس ان ثبت وجودهما وكابليس ومن عمر من الجان قال ابن الصلاح
في فتاويه الحديث فيمن يشاهده الناس ويخالطونه لا فيمن ليس كذلك
قال النووي جمهور العلماء بانه لا احاديث من شذ من المحدثين فقال الخضر ميت
والجمهور على حياته ويتاولون هذا الحديث على انه كان على البحر لا على الارض
او انها عام مخصوص قال الحافظ ابن حجر في شرح البخاري الحديث مخصوص
بغير الخضر كما خص منه ابليس بالاتفاق ومنها قوله صلى الله عليه وسلم
ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء اصدق لهجة من ابي ذر اخرجه ابن
ابي شيبة من حديث ابي هريرة وابي الدرداء فهذا من العام المراد به الخصوص
قطعا لانه لا سبيل الى دخوله صلى الله عليه وسلم وسائر الانبياء في هذا العموم
ولا الخضر ان سلم وجوده ومنها ما اخرجه ابن ابي شيبة في المصنف قال

فیدخل فیه الباری جل جلاله وکذا قاضی القضاة لانه وصف نفسہ بالقضاء فی غیر ما کقوله تعالی یقضی بالحق وقضی ربک وقضینا الی بنی اسرائیل۔ ان ربک یقضی بینهم بحکمه وفی الحدیث فی دعائه صلی الله علیه وسلم یا قاضی الامور ویدخل فیه ایضا کل قاصر تقدم من الانبیاء والصحابة فمن بعدهم تلتفت الما وذدی الی المنکر علی المتسمی علی اللقب به واجاب هو المحققون من علماء عصره بان مثل هذا اللفظ اذا اطلق انما ینصرف عرفا الی اهل عالمه وزمانه فقط ونقل من الامام ناصر الدین بن المنیر احد ائمة المالکیة کذالک فی کتابه الانتصاف فقال مستقیا علی من انکر فقال قد اطلق علی علی رضی الله عنه قال فلا حرج ان یطلق علی اعدل قضاة الزمان اذا الا قاضیهم او اعلمهم قاضی القضاة وا قضی القضاة ای فی زمنه وبلده قال الشاعر ؎ ولکل قرن ناجم فی زمن ؛ فهو سبیه زمن فیه بدا۔ انتهی) ومن ذلک التلقیب بوزیر الوزراء او امیر الامرا او کاف الکفاف وداعی الدعاة ونقیب النقباء وقائد القواد وغیر ذلک مما کان قد یما ولم ینکر الائمة فی الاعصار نظرا الی شمول اللفظ اعتمادا علی ان ذلک مخصوص بالعقل ومنصرف الی اهل العصر الملقب دون من تقدمه من الصحابة وغیرهم۔ وقد قاموا فی الانتصار علی من الادمن الملوک ان یلقب بشاهنشاه وافتی الماوردی بجریمه لورود الحدیث الصحیح بالمنع منه وکان من اکبر اصدقاءه فهذا الملک شکوه الملک علی ذلک وقال له انا اعلم انک لو حابیت احدا فی الحق لما بینی وعارضه الجاذب بانه تلقب بافضل القضاة وهو نظیرما منعه منه فلم یلتفت الی معارضتهم والله تعالی اعلم بالصواب

ومن ذلك قول الامام الشافعي رضي الله تعالى عنه ولولا الشعر بالعلماء يزري لكنت اليوم اشعر من لبيد ولولا خشية الرحمن الى لحسبت الناس كلهم عبيدي. فهل يتوهم عاقل قط ان عبارة الامام الشافعي هذه يدخل فيها احد من مشائخه كمالك وسفيان ومسلم بن خالد الزنجي او من قبلهم كالاوزاعي وابي حنيفة فضلا عن التابعين فضلا عن الانبياء صلوات الله عليهم معاذ الله لا يتوهم هذا الا جاهل كل الجهل احمق مختل العقل لم يلم بشيء من العلم ولا نور الله قلبه بشيء من نور الحكمة ومن ذلك اطباق الناس في كل عصر على التلقيب بعالم العلماء وفقيه الفقهاء لمن يكون اعلم اهل عصره واول من لقب بذلك سعيد بن المسيب لانه اعلم التابعين بالاجماع ولعله لقب بذلك في القرن الاول في حياة خلق من الصحابة وكبار التابعين فلم ينكر ذلك احد ومنذ ذلك تلقيبهم الامام الشافعي رضي الله عنه بامام الائمة ولم يعترض ذلك احد بان يقول هذه العبارة تدخل تحتها ابو بكر وعمر وعثمان وعلي وغيرهم من الصحابة والتابعين رضي الله تعالى عنهم لعلمهم بان ذلك خاص بزمان فما بعده ومن ذلك التلقيب بقاضي القضاة بكل بلد شرقا وغربا يولونهم هو من تحت يده وهذا هو معنى هذا اللقب بحيث كان يقال القاضي القضاة هي الخلافة الصغرى واول من لقب بهذا اللقب ابو يوسف صاحب ابي حنيفة وكانت الائمة متوافرين في عصره ولم ينكر ذلك احد حتى جاء من تاخر فتوقف فيه لما سيذكر ومنذ ذلك التلقيب باقضى القضاة لا مثل زمان قاضي القضاة واول من لقب بذلك ابو الحسين الماوردي صاحب الحاوي الكبير من ائمة اصحابنا فاعترض عليه بعض اهل عصره بان هذا اللفظ يشبه احكم الحاكمين

کا ہے ولقد اخترناھم علی علم علی العالمین ترجمہ اور تحقیق پسند کرلیا ہمنے اُنکو اوپر
علم کے اوپر عالمون کے۔ امام غزالی نے اپنی تفسیر مین ورقا سے اور ورقا نے ابن ابی
نجیح سے اور ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ بزرگی دی ہم نے تمکو اوپر اُن
لوگون کے کہ سامنے تمہارے موجود ہین یعنے تمہارے زمانہ مین ہین اور اس روایت
کو ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیرون مین بیان کیا ہے۔ امام شعبی رضی اللہ عنہ کا یہہ قول ہے کہ جسوقت مجاہد سے کسی آیت کی تفسیر بیان ہو تو وہ کافی
ہی اور کہا عبد ابن حمید نے اس آیت کی تفسیر مین کہ فرماتے ہین قتادہ رضی اللہ عنہ
عالم سے وہ عالم مراد ہے جسمین وہ لوگ تھے اور ہر زمانہ کے لئے ایک عالم ہوتا ہے یعنے
موجودین ہر زمانہ پر کہا جاتا ہے عالم و عالمیان۔ چوتھا قول خداتعالی کا ہے واذ قالت
الملئکۃ یامریم ان اللہ اصطفیک وطھرک واصطفیک علی نساء العالمین۔
ترجمہ اور جسوقت کہا فرشتون نے اے مریم تحقیق اللہ نے برگزیدہ کیا تجکو اور پاک کیا
تجکو اور برگزیدہ کیا تجکو اوپر عورتون عالمون کے روایت کی ہے ابن ابی الدنیا سدی
سے کہ کہا سدی نے برگزیدہ کیا مریم کو خداتعالی نے عورات موجودہ زمانہ مریم پر پانچوان
قول خداتعالی کا ہے تدمر کل شئ بامر ربہا ترجمہ ہوا ہے
بیچ اوسکے عذاب درد دینے والا۔ ہلاک کرتی ہے ہر چیز کو ساتھ حکم پروردگار اپنے کے
اجماع کیا ہی علما نے اسبات پر کہ یہہ آیت عام ہے اور خاص مراد لیا گیا ہے اسواسطے کہ ملائکہ
و عرش و کرسی و آسمان و زمین اور پہاڑ اور وہ لوگ جو باقی تھے زمین پر آدمیون سے سوائے
قوم عاد کے ہلاک نہین ہوئے چھٹا قول خداتعالی کا ہے انی وجدت امراۃ تملکھم
واوتیت من کل شئ ترجمہ بہ تحقیق مینے پایا ایک عورت کو کہ بادشاہی کرتی ہے
اون کی اور دی گئی ہے ہر چیز سے۔ اجماع کیا ہے مفسرین نے اسبات پر کہ یہان
مراد من کل شئ سے وہ چیز ہے جو بادشاہون کو بطور متعارف دی جاتی ہے

اجماع و اتفاق کیا ہی محققون نے اسبات پر کہ جب ایسی عبارتین بولی جائینگی تو اونسے
اہل عالم جو کہنے والے ہین یا وہ کہ جنکے حق مین کہا گیا ہی یا وہ اہل زمانہ جو کہنے والے کے
وقت مین موجود مراد ہون گے دوسرے عالم کی یا دوسرے زمانہ کے لوگ مقدم
ہون یا موخر مراد نہ ہوسکینگے بعض عالمون نے یہی اصطلاح مقرر کی ہے اور بعض عالمون
نے بتخصیص عقل حوالہ لیا ہے یعنی عقل خود کرلیگی اور حاصل یہ ہے کہ اکثر عام سے خاص مراد
ہوتا ہے جیسا کہ علم اصول فقہ مین یہہ مسئلہ شواہد و امثلہ کے ساتھہ بیان ہوا ہے۔
چنانچہ ایک مثال اوسکی یہ قول اللہ تعالی کا ہے یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی
انعمت علیکم و انی فضلتکم علی العالمین ترجمہ اے بنی اسرائیل یاد کرو نعمت میری وہ جو
انعام کی مینے اوپر تمہارے اور بہ تحقیق مین نے بزرگی دی تمکو اوپر عالمون کے۔ علمائے
مفسرین وغیرہم کا اجماع ہے کہ عالمین سے مراد موجودین زمانہ بنی اسرائیل ہین اسلیے کہ
ان کی فضیلت و بزرگی ابنیاء متقدمین یا ابنیاء متاخرین پر جو زمانہ بنی اسرائیل کے بعد
مبعوث ہوے ہین یا امت مرحومہ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یا اون اشخاص
پر جو سواے عالم دنیا کے اونکے زمانہ مین موجود تھے مثل جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و
عزرائیل علیہم السلام و منکر نکیر وغیرہم فرشتون پر نہین ہوسکتی۔ طیبی نے حاشیہ تفسیر
کشاف مین کہا ہے کہ لفظ عالم جسوقت بولا جائیگا ذہن مین بھی آئیگا کہ زمین و آسمان اور
وہ چیز کہ درمیان ان دونون کے ہے مراد ہے اور جو نظر سے غائب ہی وہ ملکوت مین داخل
ہی دوسرا قول اللہ تعالی کا ہے قال اغیر اللہ ابغیکم الہا وھو فضلکم علی العالمین۔
ترجمہ کہا کیا سواے خدا کے چاہو تمین واسطے تمہارے معبود اور اوسنے بزرگی دی تمکو اوپر
عالمون کے۔ کہا شیخ سعد الدین نے حاشیہ کشاف مین کہ بزرگی دی خداے تعالی نے
تمکو اوپر ان سب لوگون کے کہ سواے تمہارے ہین مگر وہ لوگ جنکو عقل خاص کرے
جیسے ملائکہ و ابنیاء علیہم السلام۔ یہ تخصیص عقل کی مثال ہے تیسرا قول خدا تعالے

کہا ابن صلاح نے اپنے فتاوی مین کہ یہ حدیث نسبت اُس شخص کے ہے جسکو آدمی دیکھین
اور اس سے خلا ملا رکھین اور جو شخص ایسا نہو وہ اس حدیث کا مصداق نہین ہے۔ امام نووی
نے کہا کہ ایک محدث جسکو شاذ کہنا چاہیے ان احادیث سے حجت لاکر ظناً کہتا ہے کہ حضرت خضر
خضر مر گئے اور سب زندہ ہین۔ پھر ان احادیث کی یون تاویل کرتے ہین کہ حضرت
خضر دریا پر تھے نہ زمین پر یا یہ کہ بتحقیق یہ احادیث عام مخصوص ہین۔ اور کہا حافظ
ابن حجر عسقلانی نے شرح بخاری مین کہ یہ حدیث مخصوص ہے سوائے خضر
کے جیسا کہ خاص کیا گیا ہے اس حدیث سے ابلیس بالاتفاق گیارھوان ارشاد
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء اصدق
لہجۃ من ابی ذر روایت کی ابن ابی شیبہ نے اس حدیث کی ابی ہریرہ اور ابی الدرداء سے
پس اس عام سے یقیناً خاص مراد ہے اسواسطے کہ اگر عام مراد ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور حضرت خضر اگر موجود ہونا ان کا مان لیا جاوے
تو اس عام مین شامل ہوتے ہین اور حضرت ابی ذر کی فضیلت ان سب پر ہو جاتی ہے
بارھوین وہ اقوال ہین کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے اپنی کتاب مصنف مین سلسلہ وار
شریک و ابی اسحق و عاصم بن حمزہ سے کہ خطبہ پڑھا امام حسن علیہ السلام نے وقت شہادت
حضرت علی علیہ السلام کے کہ بتحقیق ہم لوگون مین تھا وہ شخص جو رات کو قتل کیا گیا
سبقت نہین لیگئے اُسپر اولین و آخرین علم و فضل مین۔ جس وقت بھیجتے تھے پیغمبر کسی
لڑائی پر تو ہوتے تھے جبرئیل و میکائیل علیہما السلام اسکے داہنے و بائین طرف اور
پھرتا نہ تھا وہ شخص جبتک لڑائی فتح نہو جاتی۔ پھر روایت کی ابن ابی شیبہ نے عبد اللہ
ابن نمیر سے اور عبد اللہ نے اسمعیل ابن ابی خالد سے اور اسمعیل نے ہبیرہ بن یریم
سے کہ فرمایا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے جس وقت تشریف لے گئے
وہ منبر پر خطبہ پڑھنے کے لئے کہ اے لوگو بتحقیق جدا ہوا تم سے کل وہ شخص جسکا مثل

نہ سطلق شئے اسواسطے کہ جو چیز بادشاہی مین حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام کو عطا
ہوئی وہ اسکو نہین دیگئی مثال تسخیر جن و دیو و ہوا و وحش و طیر وغیرہ ساتوان
قول خدا تعالی کا ہے الذین قال لہم الناس ان الناس قد جمعوا لکم اور قول
اللہ تعالی کا ام یحسدون الناس علی ما اتیہم اللہ من فضلہ اور قول اللہ تعالے
کا ثم افیضوا من حیث افاض الناس ترجمہ جو لوگ کہ کہا واسطے انکے لوگون نے
یہ کہ لوگ بہ تحقیق اکٹھا ہوتے ہین واسطے تمہارے۔ کیا حسد کرتے ہین لوگونکا اوپر اس
چیز کے کہ دیا ہے اون کو اللہ نے فضل اپنے سے پھر پھرو جہان سے پھرتے ہین لوگ۔
یہہ سب قول عام ہین اور مراد اون سے خاص ہے آٹھوان قول خدا تعالی کا ہی لا الہ
الا ھو خالق کل شئی ترجمہ نہین کوئی معبود مگر وہ پیدا کرنیوالا ہر چیز کا۔ مفسرین کا
اجماع ہے کہ آیت مخصص بعقل ہے اسلیئے کہ ذات جناب باری تعالی اور صفات شریفہ آپکی
آیت مین داخل نہین ہین نوان قول خدا تعالی کا ہے کل شئی ھالک الا وجہہ
ترجمہ ہر چیز ہلاک ہونیوالی ہے مگر ذات اوسکی۔ اتفاق کیا ہے علما نے اسبات پر کہ خاص
کیئے گئے ہین اس آیت سے عرش و کرسی اور بہشت و دوزخ اور جو اون مین ہے اور
رو حین کہ یہہ سب چیزین ہلاک سے محفوظ ہین دسوان ارشاد آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا ہے ارایتکم لیلتکم ھذہ فان علی راس مائۃ سنۃ منہا لا یبقی ممن
ھو الیوم علے ظہر الارض احد ترجمہ کیا خبر دون تم کو رات کو تمہاری جو یہہ ہے بدرستیکہ
اوپر سر صدی کے اوس سے نہین باقی رہیگا ان مین سے کہ وہ آج کے روز اوپر
زمین کے ہے کوئی۔ روایت کی اس حدیث کی بخاری نے۔ محدثین کا اجماع ہے کہ یہہ
ارشاد مبارک خاص اوس شخص کی نسبت ہی جو عالم شہادت مین موجود ہو کر آدمیونپر
ظاہر ہو نہ وہ شخص جو عالم غیب مین ہو جیسے حضرت خضر و حضرت الیاس علیہما السلام
بشرطیکہ موجود ہونا اونکا ثابت ہو یا ابلیس اور جنون سے وہ شخص جو زیادہ عمر رکھتا ہو

اگر شعر کہنا عالم کے واسطے عیب نہوتا۔ یقیناً آج کے دن لبید شاعر سے مین افضل و بہتر ہوتا۔ اور اگر خدا تعالی کا مجکو خوف نہوتا تو مین سب آدمیونکو جانتا کہ میرے غلام ہین۔ کوئی عاقل کبھی توہم نکریگا کہ اس قول مین بڑے بڑے مشائخ مثل امام مالک و سفیان و مسلم بن خالد زنگی یا وہ بزرگوار جوان کے پہلے تھے مثل اوزاعی و امام ابو حنیفہ تا کہ تابعین و صحابہ رضوان اللہ علیہم یا کہ انبیاء علیہم السلام معاذ اللہ داخل و شامل ہین۔ یہ توہم نکریگا کوئی شخص مگر جاہل مطلق اور احمق بےعقل جسکو علم سے بہرہ نہین اور جسکے قلب کو اللہ جل شانہ نے نور حکمت سے منور نہین کیا ہے۔ اور اسیطرح اتفاق کیا ہے آدمیون نے اوپر لقب کے یعنی جبکا جو لقب جس زمانہ مین ہے اوسی زمانہ کے لوگون پر شامل و محدود ہے زمانہ ماقبل و زمانہ مابعد کے لوگون پر شامل نہوگا۔ جیسے عالم العلما و فقیہ الفقہا اس شخص کو جو اپنے زمانہ مین بڑا عالم اور بڑا فقیہ ہو لقب دیا جاوے تو اس زمانہ تک محدود ہے اور اول جس شخص کو یہہ لقب دیا گیا وہ سعید بن مسیب ہین اسواسطے کہ وہ جملہ تابعین مین زیادہ تر عالم تھے۔ اور بہ تحقیق یہ لقب دیا گیا قرن اول مین جسوقت اکثر صحابہ جلیل و تابعین کبار زندہ موجود تھے اور کسی نے اس لقب سے انکار نہ کیا اسی طرح امام شافعی رضی اللہ عنہ کا لقب امام الائمہ تھا کسینے تعرض نہ کیا اور نہ کہا کہ اس لقب سے اونکی افضلیت حضرت ابو بکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و حضرت علی وغیرہم صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم پر ثابت ہوتی ہے۔ اسلیئے کہ سب جانتے تھے کہ یہ لقب مخصوص بزمانہ صاحب لقب کے ہے اور مابعد مین اسکو شمول نہین ہے اسیطرح جسکا لقب قاضی القضاۃ ہو ہر شہر و بلدہ مین اسکے حکم تعمیل کیجایگی اور اسی سبب سے کہا جاتا ہے کہ قاضی القضاۃ کے واسطے خلافت صغری ہے۔ اور اول یہ لقب امام ابی یوسف شاگرد امام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہما کو دیا گیا حالانکہ

اولین وآخرین مین نہ تھا۔ اور روایت کی ثنا وکیع نے اسرائیل سے اور اسرائیل نے عمرو ابن حبشی سے کہ خطبہ پڑھا امام حسن ابن علی رضی اللہ عنہما نے بعد وفات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کہ بہ تحقیق جدا ہوا تم سے کل وہ شخص جو سبقت لیگیا اولین و آخرین پر از روے علم وفضل کے۔ پس یہ جملہ اقوال حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے ہرچند عام ہین لیکن یقیناً مراد اون سے خاص ہے اسواسطے کہ مقصود جناب امام حسن رضی اللہ عنہ کا لفظ اولین سے تفضیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یا مساوات آپکی انبیا علیہم السلام وحضرت جبرئیل وتمام ملائکہ خصوصاً جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہرگز نہین ہے اور نہ عقل اوسکو قبول کرتی ہے۔ بلکہ جناب امام حسن رضی اللہ کا یہ بھی مقصود نہین ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما پر تفضیل ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ سوا ان حضرات کے جناب امیر علیہ السلام کو اولین پر فضیلت وبزرگی ہے اور اسمین کوئی عاقل شک نہین کرتا ہے۔ اسیطرح حضرت عیسی علیہ السلام لفظ آخرین سے مخصوص ہین کہ ان پر بھی فضیلت جناب امیر علیہ السلام کی مقصود نہین ہے۔ یہ سب مثالین تخصیص عقل کی ہین جنکی تصریح کی احتیاج نہین ہے اسلیے کہ کوئی عاقل اسمین شک وشبہہ نکریگا۔ اور ان سب مثالونکو عام وہی شخص توہم کریگا اور سمجھیگا جسپر جہالت ونافہمی غالب ہوگی اور طرز کلام وعبارات علما اور انکی تحقیقات سے اوسکو واقفیت نہوگی اور نہ قواعد اصول فقہ وعلوم بلاغت سے اوسکو آگاہی ہوگی۔ اور جو شخص ایسا ہی اوسکے توہمات فاسدہ کیطرف التفات نکرنا چاہیے بلکہ اسکو اسکے ہذیانات کے چھوڑ دینا چاہیے کہ مانند گدہون کے آواز کیا کرے اور اسی قبیل سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جسکو دو شعرون مین انھون نے ادا کیا ہے وہ فرماتے ہین اشعار ولولا الشعر بالعلماء یزری ⁂ لکنت الیوم اشعر من لبید ⁂ ولولا خشیۃ الرحمن ربی ⁂ حسبت الناس کلھم عبیدی

اسیطرح القاب وزیر الوزرا وامیر الامرا وکاف الکفات وداعی الدعاۃ ونقیب النقبا و
قائد القواد وغیرہ زمانہ قدیم سے چلے آتے ہین کہ کسینے اون کے مخصوص ہونے مین
بازمانہ خود انکار نہین کیا۔ اسلیے کہ عقل ایسے القاب کو مخصوص سمجھتی ہے اور واسطے
اہل زمانہ کے خاص ہوتے ہین اور اہل زمانہ گذشتہ یعنی صحابہ وغیرہم کو شامل نہین
ہوتے ہین۔ البتہ شاہنشاہ کے لقب مین جو کسی بادشاہ کا ہو یا کوئی بادشاہ چاہے کہ اپنا یہہ
لقب رکھے علما نے سخت انکار کیا ہے اور ماوردی نے اوسکے حرام ہونیکا فتوی دیا ہی اسلیے
کہ حدیث شریف مین اس لقب کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ سلطان شکوہ الملک اور
دوسرے اشخاص نے لقب شاہنشاہی ولقب اقضی القضاۃ جو ماوردی کا لقب تھا بہت سے
مناقشہ اور جھگڑے کئے مگر ماوردی نے ادہر کچھ التفات نکیا واللہ اعلم بالصواب

فصل

پنجم معلوم ہو کہ جو کچھہ مشایخ کرام واولیا عظام نے درباب مناقب وفضائل وعلو مراتب
وسمو مناصب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ اپنی تصانیف مین ذکر کیا ہے اسکو ہم
یہان بیان کرتے ہین۔ شیخ ابو المسعود احمد حریمی بروایت شیخ ابو الحسن بغدادی وشیخ
ابو عمرو عثمان صریفینی بروایت ابو محمد عبد اللطیف مطرز بغدادی نقل کرتے ہین کہ
کہاان دونون بزرگون نے واللہ ما اظہر اللہ تعالی ولا یظہر الی الوجود من
الاولیاء مثل الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کانت کرامتہ کالعقد
المنضد بالجواہر یتبع بعضہا بعضا وکان الرجل منا لواراد ان یعد منہا
اشیاء یفعل قال ابو الحسن وابو محمد کانا مشایخ العراق یستعظمون
قولہما ولا یظہر الا الہما اولم یطلعا علی المستقبل لم یخبرا عنہ
قسم ہی خدا کی نہین پیدا کیا خداے تعالی نے اور نہ پیدا کرے گا کسیکو اولیا سے
مثل شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کے کرامتین ان کی جواہر کے ہار کی مانند
مسلسل اور گوندہی ہوئی تھین ایک اوپر ایک کے اور ہم مین سے بعض اشخاص

بہت سے آئمہ انکے زمانہ مین موجود تھے مگر کسینے انکار نکیا۔ بلکہ متاخرین نے بھی
اس لقب پر توقف کیا جسکا عنقریب ذکر کیا جائیگا۔ اسیطرح اقضی القضاۃ کا لقب
ہے جس کسیکا ہو۔ اور اول اس لقب سے ابوالحسین ماوردی جو مصنف کتاب
حاوی الکبیر اور آئمہ اصحاب ہمارے سے ہین ملقب ہوئے۔ بعض انکے ہمعصرون نے
اعتراض کیا کہ یہ لفظ اور لفظ قاضی القضاۃ دونون مشابہ باحکم الحاکمین ہین اسمائ
خداتعالی لی شامل ہوا جاتا ہے۔ اسلیے کہ اوسنے اپنی ذات پاک کی صفت مین یہ الفاظ
ارشاد فرماے ہین۔ واللہ یقضی بالحق۔ وقضی ربک۔ وقضینا الی بنی اسرائیل
ان ربک یقضی بینہم بحکمۃ۔ ترجمہ اور اللہ حکم کرتا ہے ساتھ حق کے۔
اور حکم کیا پروردگار تیرے نے۔ اور حکم کیا ہمنے طرف بنی اسرائیل کے۔ بہ تحقیق رب
تیرا فیصل کریگا ساتھ حکم اپنے کے۔ اور حدیث شریف مین آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی دعا مین یا قاضی الامور یعنی اے حکم کرنے والے کامونکے وارد ہوا
ہی اور جو عموم ان دونون لفظون مین ہے اس مین انبیاء علیہم السلام اور صحابہ
رضی اللہ عنہم اور جو قاضی مقدم ہوا ہو یا مابعد ہو سب شامل و داخل ہین۔ پس
ماوردی نے اس معترض و منکر کی طرف کچھ التفات کیا بلکہ ہمیشہ اسی لقب کو اپنی نسبت
جائز رکھا اسوجہ سے کہ علماے محققین زمانہ ماوردی نے اسبات پر اتفاق کیا کہ جسوقت
ایسے الفاظ بولے جاتے ہین وہ بنابر عرف و مشہور صرف اپنے ہی زمانہ کے لوگون پر
شامل ہوتے ہین اور امام ناصر الدین بن منیر نے جو آئمہ مالکیہ سے تھے اپنی کتاب
انتصاف مین منکرین القاب مذکورہ کی تردید کی۔ پس معترض نے کہا کہ یہ لقب
حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اطلاق کیا گیا ہے۔ ناصر الدین نے جواب دیا کہ اگر عادل
تر و عالم تر قضاۃ زمانہ کے واسطے یہ القاب کہے جائین تو کوئی حرج و مضائقہ
نہین ہے۔ اس وجہ سے کہ مخصوص ہین واسطے اسی زمانہ و شہر کے انتہی

صحابیت انکے یہ بات پیدا کرتا ہے کہ وہ بزرگوار اولیاء اللہ مین معدود نہین ہین حالانکہ
ایسا نہین ہے بلکہ وہ بزرگوار اکابر اولیاء اللہ ہین۔ اور نام اون کا جو صحابہ ہے اولیا کے
نام سے خاص ہے اور مخصوص اونہین کے واسطے ہے انتہی۔ مصنف اصل رسالہ کہتے
ہین کہ امام یافعی نے اس جواب کے ضعیف ہونے کا اشارہ بلفظ اللہم کیا ہے حضرت
والد رحمۃ اللہ علیہ یعنی پدر بزرگوار صاحب رسالہ اپنی کتاب نثر الجواہر مین لکھتے ہین
کہ اگر یہ کلام ابو الحسن ابو محمد کا فضیلت پر محمول نکیا جاے بلکہ صرف کرامتون کے ظہور پر
محمول ہو تو کوئی اشکال و اعتراض وارد نہ ہوگا۔ مصنف اصل رسالہ فرماتے ہین کہ یہہ
تاویل مناسب مقام ہے اور اسیوجہ سے صاحب بہجۃ اسرار نے اس روایت کو مقدمہ ذکر
کرامات مین بیان کیا اور کہا ہے کہ یہ قول کانت کرامتہ کا افضل الی آخرہ اوسپر
دلیل ہے واللہ اعلم۔ شیخ ابو سعید قیلوی نے کہا ہے کہ بہ تحقیق حضرت شیخ رضی اللہ عنہ
متقدمین سے پیشی لے گئے تھے بسبب ہاتھ آنے دستاویز محکم محبوبیت کے
شیخ ابو محمد شنبکی کہتے ہین کہ ہمارے شیخ ابو بکر بن ہرار شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ
کا ذکر اور اون کی بزرگی کا اقرار و اظہار کر کے کہتے تھے کہ عنقریب عراق مین وسط قرن
پنجم مین وہ ظاہر ہونگے اوسوقت جو مین نے سنا تھا اوس سے زیادہ مجھے علم دیا
بعد اسکے مجھپر اولیا کے مقامات مکشوف ہوے پس شیخ رضی اللہ عنہ انکے سرداروں
سے ہین اور مکشوف ہوے مجھپر مراتب اقطاب کے پس شیخ رضی اللہ عنہ اونکے
سرداروں سے ہین۔ اور مکشوف ہوے مجھپر مراتب مقربین پس شیخ رضی اللہ عنہ
اون سب مین بزرگ تر ہین۔ اور مکشوف ہوے مجھپر اطوار صاحبان کشف کے پس
شیخ رضی اللہ عنہ اون سب مین بزرگ تر ہین۔ اور خدا تعالی اونکو ایسے مظہر پر ظاہر
کریگا جو مخصوص ہوتا ہے۔ واسطے صدیقین دانندۂ خدا کے واسطے الی آخرہ
مصنف اصل رسالہ کہتے ہین کہ شیخ ابو محمد شنبکی نے لفظ صدور کہا اور لفظ صدر

ارادہ کرتے تھے کہ اون کرامتون کو شمار کرین مگر نہین کر سکتے تھے۔ راوی کہتا ہے کہ ابو الحسن و ابو محمد معظم مشائخ عراق سے تھے اور اونکے قول کی تعظیم کیجاتی تھی اور سچا سمجھا جاتا تھا اگر یہ دو نون بزرگوار احوال زمانہ آیندہ سے آگاہ نہوتے تو ہرگز اس بات کی خبر نہ دیتے کہ آیندہ کسیکو مثل شیخ رضی اللہ عنہ کے خداتعالی پیدا نکریگا۔ امام عبد اللہ یافعی قدس سرہ نے خلاصۃ المفاخر مین اس کلام کی رد مین کہا ہے۔ قولہما لولم یطلعا علی المستقبل لم یخبرا عنہ لیس وا فیا لا کافیا فضلا عن ان یکون شافیا لانہ ان سلم ذلک فی المستقبل فلیس یسلم فی الماضی فان جمیع الامۃ من اہل السنۃ مجمعون علی تفضیل ابی بکر رضی اللہ عنہ علی سائر الاولیاء والشیعۃ مجمعون علی تفضیل علی رضی اللہ عنہ وقد اطبق ائمتنا تفضیل الصحابۃ رضی اللہ عنہم علی من بعدہم اللہم الا ان یرید بالاولیاء غیر الصحابۃ رضی اللہ عنہم فلا یرد ما ذکرتہ ولکن اخراجہم عن الاولیاء فی التسمیۃ یوہم انہم لیسوا من جملۃ الاولیاء ولیس کذلک بل ہم اکابر الاولیاء غیر انہم بحسب الاصطلاح خاصۃ خصوا باسم ہو خص من اسم الاولیاء وہو اسم الصحابۃ رضی اللہ عنہم انتہی۔ یہ قول ابو السعود کا کہ (اگر ابو الحسن و ابو محمد واقف نہوتے احوال زمانہ آیندہ سے شیخ رضی اللہ عنہ کے حال کی خبر نہ دیتے) کافی نہین ہے۔ اسواسطے کہ اگر تسلیم کیا جاسے زمانہ آیندہ مین تو زمانہ ماضی مین کیونکر تسلیم ہو سکتا ہے۔ اسلیے کہ تمام اہل سنت کا اجماع و اتفاق ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جملہ اولیاء سے افضل ہین۔ اور گروہ شیعہ کا اتفاق ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہین اور ہمارے آیمہ و مجتہدین نے اتفاق کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے بعدکے لوگون سے افضل ہین۔ بارخدایا اگر اولیاء اللہ سے وہ لوگ مراد ہین جو صحابہ رضی اللہ عنہ کے سوا ہین تو درست ہے مگر ان سب کا خارج کرنا اولیاء اللہ سے بوجہ نام رکھدینے

تمام اہل زمین سے۔ شیخ جابر کے کہاہے کہ تاج العارفین ابوالوفا رحمۃ اللہ کے بعد حال و
تصرایف و تمکین و وصف و مقام مین کوئی شخص مشایخ و اولیا سے مانند شیخ محی الدین
عبدالقادر رضی اللہ عنہ دنیا مین ظاہر نہوا اور شیخ رضی اللہ عنہ سے شیخ ہیتی رحمۃ اللہ
علیہ کی طرف قطبیت منتقل ہوئی اور حاصل ہوئی شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کو تمکین
یعنی بزرگی احوال قطبیت مین و ترقی مقامات مین اور استغراق اسکے مدارج مین اور
غلبہ اوسکے جمیع اطراف پر اور جمع اوسکے اسباب مین اسطرح سے کہ ان کے سوا ہے
نہ پایا مشائخین نے جنکو ہم جانتے ہین۔ شیخ ابوعمرو عثمان بن مرزوق کہتے ہین کہ اللہ جل شانہ
نے اسوقت کسی ولی کو برگزیدہ نہین کیا کہ وہ شیخ رضی اللہ عنہ کے احوال کا شریک
ہوا اور ان کے مقامات پر سیر و گذر رکھتا ہو اور اونکے اسرار کو دیکھتا ہو سوا ابنیاء
علیہم الصلوۃ والسلام کے۔ شیخ سعید بخاری کہتے ہین کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ
مقدم و پیشوا اپنے اہل عصر کے ہین۔ شیخ حیات حرانی نے کہاہے شیخ عبدالقادر رضی اللہ
عنہ اپنے وقت مین عارفون کے بادشاہ ہین اور ایک روایت مین انہین سے وارد ہوا ہے
کہ شیخ رضی اللہ عنہ اولیاے مقربین کے سردار ہین۔ شیخ ابو محمد عبدالرحیم مغربی نے
کہاہے کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ اعیان و اوتاد دنیا سے ایک ہین انکا
مثل کوئی نہین۔ شیخ ابوعمرو عثمان بطایحی نے کہاہے کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ
بہترین اہل زمین سے ہین اپنے وقت مین۔ شیخ قضیب البان موصلی کہتے تھے
کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ سردار سوار ان محبان الہی و پیشواے سالکان و امام
صدیقان و حجت عارفان و صدر مقربان ہین۔ شیخ مکارم نہر خالصی کہتے تھے
کہ مثل شیخ الاسلام شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے میری آنکھون نے
کسیکو نہین دیکھا۔ شیخ ابوالحسن جوسقی کہتے تھے کہ میرے کان بہرے ہوجائین
اور آنکھین اندہی ہوجائین اگر مین نے کسیکو مانند شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ

لکھا یعنی لفظ صدور سے کہ جمع ہے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اور بھی سردار تھے اور ہین اور لفظ صدر سے جو واحد ہے یہہ ظاہر نہین ہوتا۔ شیخ عزاز بطائحی کہتے ہین کہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ ارباب مراتب سے ہین جو اکثر اولیاء کو نہین حاصل ہوئے شیخ منصور بطائحی کہتے تھے کہ عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ شیخ رضی اللہ عنہ کی طرف احتیاج لائی جائے گی اور بلند ہوگا مرتبہ اون کا عارفون مین اور وفات پاوین گے وہ ایسے حال مین کہ اوس وقت خدائے تعالی اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک جملہ اہل یقین سے زیادہ تر دوست ہون گے تاج العارفین نے حضرت غوث الاعظم کے حق مین کہا ہے اے عبد القادر اب وقت میرا ہے اور عنقریب تمہارا وقت آئیگا ہر مرغ آواز دیکر چپ ہو جاتا ہے تمہارا مرغ قیامت تک آواز دیگا۔ مصنف اصل رسالہ کہتے ہین کہ یہ کلام اسیات کا محتمل ہے کہ طریقہ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کا بذریعہ اون کے اتباع و تابعین کے قیامت تک رہیگا۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ مدد و فیض آپ کا ہمیشہ معتقدین و مریدین کو پہونچے یا سوائے اسکے اور کوئی بات ہو اور اللہ بڑا جاننے والا ہے اسکی حقیقت کا شیخ عدی بن مسافر نے کہا ہے کہ شیخ عبد القادر اپنے زمانہ مین تمام اولیا کے مالک اور جملہ محبوبان خدا کے پیشوا ہین۔ شیخ علی بن ہیتی نے کہا ہے کہ شیخ عبد القادر اپنے وقت مین حاکم اولیا و مشایخ کے اور عالم کے بادشاہ ہین۔ شیخ عبد الرحمن طفونجی نے کہا ہے کہ اللہ جل جلالہ نے شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کو مقدم و پیشوا کیا انکے اہل زمانہ پر اور فضیلت و بزرگی عطا کی شیخ رضی اللہ عنہ کو اون کے منازل و مدارج پر اور قادر کیا شیخ رضی اللہ عنہ کو اون سب کے سلب احوال پر شیخ ابو سعید قیلوی نے کہا ہے کہ شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ اپنے وقت مین اسرار اولیا سے زمانہ کے خوشبو ہین اور قریب تر و دوست تر اللہ جل شانہ کے ہین

وقطب الاقطاب فی هذا لوقت وما اوصل الله ولیا الی مقام الا وکان
الشیخ عبد القادر اعلاه ولا سقی الله حبیبا کاسا من حبه الا وکان
للشیخ عبد القادر اهناه ولا وهب الله لمقرب حالا الا وکان
للشیخ عبد القادر اجله وقد اودعه الله سرا من اسراره سبق
به جمهور الاولیاء وما اتخذ الله ولیا کان او یکون الا وهو متادب
مع الله بذلک السر الی یوم القیمة ترجمہ وہ فرد احباب اور قطب اولیاء وقت
کی ہین اور کسی ولی کو اللہ تعالی مقام ولایت پر فائز نہین کیا کہ شیخ عبد القادر اس سے
بزرگ و برتر نہون۔ اور اللہ تعالی نے کسی حبیب کو اپنا جام محبت نہین پلایا کہ شیخ
عبد القادر کو اس سے زیادہ تر سیراب نکیا ہو۔ اور کسی مقرب بارگاہ اپنے کو کوئی
حال نہین دیا کہ شیخ عبد القادر اوس سے بزرگتر نہون۔ اور بہ تحقیق خدا تعالی نے
اپنے بھیدون سے ایسا بھید عنایت کیا کہ اوس سبب سے شیخ عبد القادر جمہور اولیا
پر سبقت و پیشی لے گئے۔ اور نہین لیتا ہے خدا ے تعالی کسی ولی کو زمانہ گذشتہ یا
زمانہ آیندہ مین کہ وہ قیامت تک اس ولایت کے بھید مین اللہ جل شانہ کے ساتھ
ادب نکرے یعنی قیامت تک اسکو اللہ تعالے سے خلوت رہتی ہے انتہی۔ لفظ جمہور کے
معنے اکثر کے ہین کتاب نہایہ غریب مین کہا ہے جمہور الناس ای اکثرهم
اور قاموس مین کہا ہے جمهور الناس ای جلهم پس مراد جمہور سے اکثر اولیا
ہین نہ کہ سب اولیاے اولین و آخرین۔ اور جملہ ما اتخذ الله ولیا الخ جو کلام
حضرت خضر علیہ السلام مین واقع ہوا ہے اوسکے معنے یہہ ہین کہ نہین لیا ہے خداے
تعالی نے کسی شخص کو ولی اور نہ لیگا ولی مگر وہ متادب ہے ساتھ خدا تعالے
کے اس بھید مین قیامت تک۔ پس مراد اس قول سے ہر وقت اور ہر زمانہ کے
قطب الاقطاب و فرد الاحباب کا حال ہے۔ اور موید ہمارے مطلب کا قول

کے سنا یاد بکھا ہو۔ شیخ ابو محمد طاہر محمد بن حسین انصاری خطیب نے کہا ہی کہ مینے شیخ
ابو عبد اللہ محمد قریشی قدس سرہ سے پوچھا کہ آیا شیخ عبد القادر اہل زمانہ کے سردار
ہین انہون نے جواب دیا کہ ہان اولیا مین اعلی و اکمل۔ اور علما مین اورع و ازہد۔ اور
عارفون مین اعلم و اتم۔ اور مشایخون مین بڑے بزرگ و صاحب توقیر ہین شیخ
ابو الحسن علی بن حمید معروف بہ ابن صباغ کہتے تھے کہ شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ
کو اللہ تعالی سے وہ خصوصیت ہے کہ اکثر صدیقون نے ایسی خصوصیت نہین پائی
ہے۔ شیخ ابو الحسن بن ذہب سنجاری کہتے تھے کہ شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ اعیان
و افراد دنیا سے ایک ہین۔ شیخ موسی بن ماہین رولی قدس سرہ نے کہا ہے کہ شیخ
عبد القادر رضی اللہ عنہ اس زمانہ مین بہترین آدمیون کے ہین اور ہمارے وقت مین بادشاہ
و سردار عارفون کے ہین۔ شیخ ابو النجیب عبد القادر سہروردی نے کہا ہے کہ شیخ
رضی اللہ عنہ عالم دنیا مین یکتا ہین۔ شیخ احمد رفاعی نے کہا ہے کہ کوئی شخص طاقت
نہین رکھتا ہے جو اوصاف مراتب و مناقب شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کے بیان کر سکے
اور کون شخص ہے جو ان کے مرتبہ کو پہونچے اسوقت اون کی مثل کوئی نہین ہے، انتہی۔
جاننا چاہیے کہ یہ سب روایتین بہجۃ الاسرار مین مذکور ہین اور شیخ رضی اللہ عنہ کے
اہل عصر پر تقدم و تفوق کی دلالت رکھتی ہین۔ مگر بعض روایات مین ان کی پیشی اکثر
متقدمین پر مذکور ہے نہ کہ افضلیت اور فوقیت جملہ اولیاے اولین و آخرین
پر جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بارہ امامون کے سوا ہین۔ پس جملہ اولیاے ماسبق
پر شیخ رضی اللہ عنہ کو فضیلت فوقیت دینا مخالف اقوال اہل اللہ کے ہے واللہ اعلم

فصل ششم بہجۃ الاسرار مین شیخ ابو محمد عبد اللہ البصری سے روایت
ہے کہ شیخ موصوف نے حضرت ابو العباس خضر علیہ السلام سے شیخ عبد القادر
جیلانی رضی اللہ عنہ کا حال پوچھا خضر علیہ السلام نے کہا ھو فرد الاحباب

بما شینی فتعجبت فالهمت انه الخضر فقلت له بحق الحق من انت قال
اخوک الخضر قلت ارید ان اسئلک قال سل قلت ماتقول فی الشافعی
قال هو من الاوتاد قلت ماتقول فی احمد بن حنبل قال رجل صدیق
قلت ماتقول فی بشر الحافی قال لم یخلف بعدہ مثله امام قشیری نے اپنے
رسالہ مین بلال خواص سے روایت کی ہے کہ کہا بلال خواص نے مین بنی اسرائیل کے جنگل
مین تھا ناگاہ میرے ساتھ ایک مرد چلتا ہوا نظر آیا اوسکو دیکھکر مین متعجب ہوا۔ پس الہام
ہوا مجکو کہ بہ تحقیق یہ مرد خضر ہین۔ پھر پوچھا مینے اون سے تمکو خدا کی قسم ہے سچ بتاؤ
کہ تم کون ہو۔ جواب ملا کہ مین خضر تیرا بھائی ہون۔ مینے کہا تم سے کچھ پوچھنے کا ارادہ کرتا ہون
خضر علیہ السلام نے کہا پوچھو۔ مینے کہا کیا کہتے ہو تم امام شافعی کے حق مین جوابدیا کہ
امام شافعی اوتاد سے ہین پھر مینے کہا کیا کہتے ہو تم امام احمد بن حنبل کے حق مین جوابدیا
کہ امام احمد مرد صدیق ہین پھر مینے کہا کیا کہتے ہو تم بشر حافی کے حق مین جوابدیا کہ
بشر حافی نے اپنے بعد کوئی اپنا مثل نہین چھوڑا۔ جب اُن کا مثل نہیں ہے تو اونسے
افضل کوئی کیونکر ہو سکتا ہے اور نیز مخالفت ہوتی ہے اوس قول حضرت خضر علیہ السلام
سے جو سید محمد مکی قدس سرہ نے کتاب بحر المعانی مین اُنسے نقل کیا ہے کہ قسم ہے خدا کی مانند
نظام الدین بداؤنی و شیخ عبد القادر جیلانی کوئی شخص آسمان کے نیچے نہین آیا ہے
اور نہ آوے گا انتہی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت نظام الدین اولیا
قدس سرہ کو حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کے ساتھ درجہ مساوات مین بیان کیا ہے
اسصورت مین صاحب زبدۃ الاسرار کے استثناء جملہ وما اتخذ اللہ الی آخرہ
سے جو حضرت خضر علیہ السلام کے کلام مین واقع ہے دربارۂ تفضیل و تفوق
حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کے جملہ اولیاے اولین و آخرین پر سوے تابعین
وصحابہ کے فاسد و باطل ہے۔ اس لیے کہ یہہ مفہوم و مراد اس کلام سے

قطب الوقت امام عبداللہ یافعی کا ہے جو کتاب خلاصۃ المفاخر کی ۱۶۵ حکایت
مین بحق شیخ ابو مدین مغربی قدس سرہ حضرت خضر علیہ السلام کا قول کہ ابو مدین
اپنے وقت مین امام صدیقین کے ہین نقل کرکے لکھتے ہین۔ قلت وجمیع کلام
الخضر فیہ وقع بعد موت الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ فانہ
مات سنۃ احدی وستین وخمسمائۃ وانما نبھت علی ھذا لئلا
یتناقض الکلام اذ ھو ھنا مشعر بتفضیلہ علی جمیع اھل زمانہ
وقد علم من موضع اخر ان الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ مفضل علی
اھل زمانہ مطلقا وان الشیوخ کلھم وضعوا لہ رقابھم ومنھم الشیخ
ابو مدین المذکور انتھی۔ ترجمہ مین کہتا ہون کہ تمام کلام حضرت خضر علیہ السلام
کا بحق شیخ ابو مدین مغربی قدس سرہ بعد وفات شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ
کے ہے جو سنہ ۵۶۱ھ مین واقع ہوئی اور اس بات سے اسواسطے آگاہ کرتا ہون تاکہ کلام
مین تناقض واقع نہ ہو۔ کہ ایک دوسرے کا مخالف ہوجاے اسلیے کہ حضرت خضر علیہ
السلام نے شیخ ابو مدین کی فضیلت و بزرگی سے اونکے اہل زمانہ پر آگاہی دی ہے
اور دوسرے مقام پر یہ بات سمجھی جاتی ہے کہ شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ اپنے اہل زمانہ
پر مطلقاً افضل ہین اور اوسوقت کے کل اولیا نے اپنی اپنی گردنین جھکا دی تھین
اور اون ہین سے ایک شیخ ابو مدین موصوف بھی ہین انتہی۔ پس اگر حضرت خضر علیہ السلام
کے کلام مین تعمیم جایز رہی جاوے تو معارض و مخالف ہوگا۔ اس قول سے جو انہون
نے ابو مدین قدس سرہ کے حق مین کہا ہے۔ اور اوس کلام سے بھی مخالفت ہوتی
ہے جو انہون نے بشر حافی قدس سرہ کے حق مین کہا ہے جیسا کہ حافظ جلال الدین
سیوطی نے رسالہ الخبر الدال مین لکھا ہے اخرج القشیری فی الرسالۃ
بسندہ عن بلال الخواص قال کنت فی تیہ بنی اسرائیل فاذا رجل

کرتے ہین۔ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر مرتبہ پاتی ہین
اور حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی
روح سے مرتبہ پاتے ہین۔ بعدہ مشارب قلبی حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
سے سلوک مین ترقی کرتے ہین مرتبہ قطب حقیقی پر پہونچتے ہین اور مقام قطب حقیقی سے
مقام معشوقی یعنی وحدت مین پہونچتے ہین۔ اور اسے محبوب مقام قطبیت مین کل
اولیا سے دو شخص مقام معشوقی مین پہونچے ہین مثل اون کے دوسرا نہین پہونچا
ایک شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی دوسرے شیخ نظام الدین بداونی رضی اللہ
عنہما ان دونون کو روح احمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشارب تھے انتہی۔ مصنف
اصل رسالہ کہتے ہین کہ اس روایت مین دونو کا درجہ محبوبیت مساوی بیان کیا
اور ایک کو دوسرے پر فایق نلکھا واللہ اعلم۔ قطب الوقت امام شعرانی قدس
سرہ نے کتاب لطائف المنن مین لکھا ہے وکان سیدی علی الخواص
رضی اللہ عنہ یقول کم من کامل لا تصریف لہ وکم من ناقص بالنسبة
الیہ یتصرف فی الوجود لیلا ونہارا فلا تظن یا اخی ان صاحب
التصریف اعلی مقاما ممن لم یتصرف قال وقد کان الشیخ محی الدین
ابن عربی رضی اللہ عنہ یقول ان الشیخ ابا السعود بن الشبلی
اعلی مقاما من شیخہ الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہم
لانہ عرض علیہ مقام التصریف فابی وقال قد ترکنا الحق تبارک و
تعالی یتصرف لنا والشیخ عبدالقادر عرض علیہ مقام التصریف
فتصرف وکان الاولی لہ ان یترکہ حتی لو امر بالتصریف فہناک یتصرف
بالامر انتہی۔ ترجمہ ہمارے پیشوا علی الخواص قدس سرہ کا قول ہے کہ بہت کامل
ایسے ہین کہ اون کو اختیار و تصرف حاصل نہین ہے اور بہت ناقص نسبتہ

ثابت نہین ہے۔ وو در صورت تسلیم لازم نہین ہے کہ علم خضر علیہ السلام جملہ محبوبین ومقربین پر محیط ہو حالانکہ ایسا نہین ہے۔ جیسا کہ ابو محمد عبد ربہ البصری نے حضرت خضر علیہ السلام سے محبوبین کے احوال مین جو روایت کی ہے اوسکے دیکھنے سے کیفیت علم خضر علیہ السلام کی واضح ہوتی ہے وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ترجمہ اور نہین گھیرتے ساتھ کسی چیز کے علم اسکے سے مگر ساتھ اوس چیز کے کہ چاہے

فصل ہفتم اب چند اقوال بڑے بڑے اولیاے متاخرین کے نقل کئے جاتے ہین جنسے مساوات اور برائی دوسرے اولیاء کی شیخ رضی اللہ عنہ پر صریح ظاہر ہوتی ہے۔ مولانا عبد الرحمن جامی قدس اللہ سرہ نفحات الانس مین بیان حال شیخ ابو مدین مغربی قدس سرہ مین لکھتے ہین کہ شیخ محی الدین عربی نے فتوحات مکیہ مین کہا ہے کان شیخنا ابو مدین بالمغرب قد ترک الحرفة وجلس مع اللہ تعالی علی ما یفتح اللہ وکان علی طریقة عجیبة مع اللہ فی جلوسه فانه ما کان یرد شیئا یوتی الیه به مثل الامام عبد القادر الجیلی سواء غیر ان عبد القادر کان انهض فی الظاهر لما یوطیه الشرف انتهی۔ ہمارے شیخ ابو مدین مغربی نے حرفہ وپیشہ چھوڑ کر فقر کی راہ اور خدا کی راہ اختیار کی اور اس مین اون کا عجب طریقہ خدا کے ساتھ تھا یعنے نہایت باکمال تھے اور اعلی درجہ رکھتے تھے اور مثل امام عبد القادر جیلانی کے ہر چیز اون پر ظاہر ہوتی تھی اور اون کے سامنے اگر اپنی کیفیت سے نگاہ کرتے تھے مگر فرق یہہ تھا کہ شیخ عبد القادر جیلانی بسبب شرافت کے ابو مدین سے افضل تھے انتہی۔ شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اخبار الاخیار مین سید محمد مکی کے حال مین اون سے نقل کی ہے کہ جس وقت افراد کامل جو مظاہر وجہ تفرد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہین سلوک مین ترقی

ثابت ہوتی ہے ونیز امام شعرانی نے لطائف المنن مین لکھا ہے قوله من رای من
یری مثل سیدی محمد البکری ویسمع ماتکلم به من العلوم والاسرار
التی تبہر العقول مع صغر سنه ومن لم یعتقد لا فهو محروم من مدد اهل
العصر کلہم فان سیدی محمد هذا کسیدی عبد القادر الجیلی فی عصره
من حیث الناطقة وعلو المرتبة انتهی- ترجمہ قسم ہے اپنی حیات کی
کس شخص نے دیکھا ہے مثل میرے پیشوا سید محمد بکری نے اور کس شخص نے
سنا ہے مثل اون کی باتون کے جو کچھہ کہ باوجود کم سن ہونیکے از قسم علوم واسرار
وہ بیان کرتے ہین جسکو سنکر انہون کی عقل حیران ہوتی ہے اور کہ جو شخص
ونیز اعتقاد نہ لایا تو وہ جملہ اولیاے اہل عصر کی مدد سے محروم رہا اسواسطے کہ
شیخ محمد بکری بحیثیت ناطقہ وبیان علوم واسرار وعلو مرتبہ وشان اپنے وقت
مین مانند شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ہین انتہے۔ اور امام شعرانی اپنی تاریخ
مین مولانا شمس الدین حنفی سے نقل کرتے ہین کہ کہا شمس الدین حنفی نے وجدت
مقام سیدی ابی الحسن الشاذلی اعلی من مقام سیدی عبد القادر
الجیلانی ثم قال وسبب ذلك ان سیدی عبد القادر سئل یوما
عن شیخه فقال اما فیما مضی فکان شیخی الشیخ حماد الدباس واما
الان فانی استقی من بحر النبوة وبحر الفتوة یعنی بحر الفتوة علی ابن
ابی طالب واما سیدی ابو الحسن فقیل له من شیخك فقال اما فیما مضے
فکان سیدی عبد السلام بن بشیش واما الان فانی استقی من عشرة
انهر خمسة سماویه وخمسة ارضیة انتهی. ترجمہ پایا مین نے مقام
ومرتبہ ابو الحسن شاذلی بلند ورفیع تر مقام ومرتبہ سید عبد القادر جیلانی
رضی اللہ عنہما سے اور سبب اس کا یہہ ہے کہ ایکدن شیخ عبد القادر

اون کے ایسے ہین کہ رات دن تصرف کیا کرتے ہین یعنی وہ لوگ اپنی کرامات و تصرفات کو ظاہر و آشکارا کیا کرتے ہین۔ پس اے بھائی گمان وخیال اسبات کا نکر کہ صاحب تصرف کیلئے بزرگ و برتر مقام ہے صاحب غیر متصرف سے۔ اور بہ تحقیق کہا شیخ محی الدین بن عربی نے کہ شیخ ابو السعود بن شبلی کا اپنے مرشد شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہم سے اعلے و بزرگ مقام تھا اسلئے کہ شیخ ابو السعود کو مقام تصرف عنایت ہوا اونہون نے اوسکے قبول کرنے سے انکار کرکے کہا کہ ہمنے اپنے کو خدا تعالی کے تصرف مین دیدیا ہے جیسا چاہے تصرف کرے واسطے ہمارے۔ اور شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کو بھی یہی مقام تصرف کا دیا گیا اور اونہون نے لے لیا حالانکہ اولی یہہ تھا کہ وہ ترک کرتے اور نہ لیتے یہان تک کہ مامور ہوتے ساتھ تصریف و تصرف کے اور اوس وقت امر الٰہی سے متصرف ہوتے انتہی۔ اور امام موصوف نے کتاب یواقیت والجواہر کے مبحث پچاس بیان کرامات اولیا مین باب ۱۹۲ فتوحات مکیہ شیخ اکبر قدس سرہ سے یہ الفاظ لیے ہین۔ وقد اعطی الشیخ ابو السعود بن الشبلی مقام التصریف فی الوجود نترکہ و قال نحن قوم ترکنا الحق تعالی یتصرف فکان اکمل من الشیخ عبد القادر مع انہ تلمیذہ انتھی۔ ترجمہ بہ تحقیق مقام تصریف فی الوجود شیخ ابو السعود بن شبلی کو دیا گیا۔ پس ترک کیا اور نہ لیا اوسکو شیخ ابو السعود نے اور کہا کہ ہم وہ قوم جس نے باختیار خدائے تعالے اپنے کو چھوڑا ہے جیسا چاہے تصرف کرے۔ پس اکمل تھے ابو السعود شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ سے باوجودے کہ شیخ رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے انتہی۔ صاحب مصنف رسالہ کہتے ہین کہ اس قول سے تعلی و فوقیت شیخ ابو السعود کی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ پر۔

ا تعالی پر چھوڑ دینا چاہیے۔ امام شعرانی نے لطائف المنن مین لکھا ہے۔
علیہم الجزم بتفضیل احد من علماء العصر و اولیاء علی غیرہ اولی بل الواجب
الادب مع کل من اقامه الله تعالی فی رتبة من الرتب واما حقائقهم عند الله
تعالی وتفضیله تعالی لهم فلا علم لنا بذلک ولا یلزم من الافضلیه الظاهرة
الافضلیة الباطنة وما لنا من حیث انفسنا الا المحبة للجمیع و
الوقوف عند ما امر الله تعالی من الطاعة لاولی الامر منا سواء
کانوا امراء او اولیاء امرا و فی الحدیث التقوی ههنا اشار الی قلبه و
معلوم ان القلب لا علم لنا بما فیه انما ذلک خاص بالله عز وجل و فی
قوله صلی الله علیه وسلم فی حدیث اخر هلا شققت عن قلبه کفایة
فی رد علم الحقایق الی الله تعالی انتھی ترجمہ علماے زمانہ اور اولیاے عصر
کی تفضیل کا اون کے غیر پر یقین نکرنا اولی ہے۔ بلکہ واجب یہہ ہے کہ جسکو
اللہ تعالی نے کسی رتبہ پر فائز کیا ہے اوسکے ساتھ باادب رہے اور اونکے
حقایق و تفضیل جو اللہ تعالی کے نزدیک ہین اون کا علم ہمکو نہین ہے۔ اور افضلیت
ظاہری سے افضلیت باطن لازم نہین آتی ہے۔ اور ہمارے واسطے یہی کافی
ہے کہ سب کے ساتھ محبت رکھین۔ اور اطاعت اولی الامر پر جو خدا تعالی نے
حکم کیا ہے قایم رہین خواہ وہ اولی الامر ہماری قوم کے امرا و اولیا ہون یا نہون
اور حدیث تقوی ایسے ہی مقام کے واسطے وارد ہوئی ہے اور قلب کیطرف
اشارہ فرمایا ہے اور یہہ بات ظاہر ہے کہ جو چیز قلب مین ہے اوسکا علم ہمکو نہین ہے
بلکہ یہہ امر خدا تعالی کے واسطے خاص ہے۔ اور دوسری حدیث جو آنحضرت
صلعم نے دربارہ شقاق قلب ارشاد فرمائی ہے وہ ہمارے واسطے کافی ہے
کہ علم حقایق کو خدا تعالی پر حوالہ کرین انتھی۔ پس بعض جہلا نسبت خاص کرنیوالون

رضی اللہ عنہ سے اونکے شیخ کے بارے مین سوال کیا گیا۔ پس فرمایا کہ زمانہ گزشتہ
مین میرے شیخ حماد دباس تھے جو اپنا نظیر نہین رکھتے تھے اور اس زمانہ مین مین ہون
کہ آب دریاء نبوت و آب دریا فتوت یعنی علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے سیراب
ہوا ہون۔ اور حضرت ابو الحسن شاذلی سے لوگون نے پوچھا کہ تمہارے شیخ
کیسے تھے انھون نے جواب دیا کہ زمانہ گذشتہ مین سید عبد السلام بن مشیش تھے
جو اپنا مثل نہین رکھتے تھے اور اب مین کہ آسمان کی پانچ نہرون اور زمین کی پانچ نہرون
سے سیراب ہوا ہون انتہی۔ ملفوظات مولانا شاہ وجیہ الدین علوی قدس سرہ مین
لکھا ہے کہ مولانا موصوف فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سلطان
وشاہ مردان امیر المومنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کو فیض پہونچا اور اون سے
سلطان العارفین ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو فیض پہونچا اور ابو یزید سے شیخ
محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ کو اور شیخ محمد غوث سے مجکو فیض پہونچا اور مافوق شیخ محمد غوث
سے بایزید تک اس کمال کو کوئی نہین پہونچا ہے انتہی۔ مصنف اصل رسالہ کہتے ہین کہ مولانا
شاہ وجیہ الدین باوجودیکہ طریقہ قادریہ مین تھے لیکن دوسرونکے کمال سے نفی کرتی ہین واللہ اعلم

فصل ہشتم پوشیدہ نرہے کہ سوائے ان لوگونکی تفضیل و بزرگی کے جنکے فضائل قرآن و
حدیث سے ثابت ہوئے ہین اور کسیکی تفضیل کا یقین نہین ہوتا ہے۔ پس تمام
اولیاے اولین و آخرین پر شیخ رضی اللہ عنہ کی تفوق و فضل کا یقین کیونکر کیا جاے
اسلئے کہ ہمکو اسکا علم نہین ہے۔ باقی رہے مکشوفات اولیاے کرام کہ وہ ذریعہ یقین
کا ٹھہرائے جائین قطع نظر اسکے کہ وہ کشف غیر پر حجت ہو۔ یعنی کشف و مکاشفات
اولیا جو دوسرون کے لیے حجت نہین ہوتے وہ بھی اقوال و بیانات مذکورۂ
بالا سے معلوم ہوئے کہ اون مین اختلاف ہے۔ اس صورت مین ضرور ہے
کہ جملہ بزرگوارون کے ساتھ باادب رہنا چاہیے اور حقیقت فضیلت کی

یعنی قول حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کہ اون خاص کرنیوالون مین ایک جماعت اہل اللہ و اولیاء اللہ کی بھی شامل ہے جو لعن وطعن کرتے ہین یا کفر وارتداد کی تہمت لگاتے ہین یا گالیان دیتے ہین یہ گالیان دینے والے لائق و مستوجب سزا ہی کے ہین۔ اور شیخ ... لعن طعن کرنے والون پر کفر عاید ہوتا ہے۔

حدیث شریف مین وارد ہوا ہے سباب المسلم فسوق گالی دینے والا مسلمان کا فاسق و بدکار ہے۔ اور یہہ بھی حدیث مین آیا ہے لیس المومن بالطعان ولا اللعان مومن کی شان اور اس کا فعل یہ نہین ہے کہ طعن و لعنت کرنیوالا ہو۔ اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ بھی ارشاد ہدایت بنیاد ہے اذا قال الرجل لاخیہ یا کافر فقد باء بہا احدہما یعنے جس وقت کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو یہہ کہی کہ ای کافر بس یا ہیے کہ بسبب سننے اس کلمہ کے ایک دوسرے سے پھر بیٹھے مسلمان کو لازم ہے کہ ایسے کلمات کہنے سے پرہیز کرے اور کسی مسلمان کی نسبت الفاظ ناشایستہ زبان سے نہ نکالے۔ جو کچھہ ہمکو کہنا تھا وہ کہہ چکے اور خدا ہی راہ دکھانے والا ہے اور اوسکی طرف سے ہے درستی و راستی

فقط تمام ہوا یہہ ترجمہ بتاریخ چودھوین ماہ ذی قعدہ ۱۳۱۶ھ

واضح رہے کہ جس جگہہ اس رسالہ مین حضرت شیخ رضی اللہ عنہ یا شیخ رضی اللہ عنہ لکھا گیا ہے اس سے حضرت محبوب سبحانی سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ مراد ہین۔

تمت

واضح ہو کہ ہمارے یہان مسدس حالی و تاریخ امیر علی ٹھگ و اردو کی پہلی و دوسری و فارسی آموز وغیرہ کتابین موجود ہین جو صاحب چاہین منگالین